رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر - میر قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
ہندوستان - سالانہ [illegible] - ششماہی [illegible] - بیرون ہند [illegible]
[illegible]
قیمت فی پرچہ ۱ / [illegible] احمدی

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۸ ماہ ہجرت ۱۳۱۹ ہش مطابق ۲۸ مئی ۱۹۴۰ء | نمبر ۲۰

تحریک جدید کے بقایا دار ۳۱ مئی یاد رکھیں

جن احباب کے ذمہ تحریک جدید کے پہلے چار سال کا بقایا ہے۔ جس کی اطلاع کی جا چکی ہے۔ وہ ۳۱ مئی تک ادا کرلیں۔ یا ۳۱ مئی کے بعد ادا کرنے کی مزید مہلت حاصل کرلیں۔ یا معافی حاصل کر کے گناہ سے بچ جائیں۔ ورنہ ۳۱ مئی کے بعد جواب نہ دینے والے۔ ادا نہ کرنیوالے۔ مزید مہلت نہ حاصل کرنیوالے اور معافی نہ لینے والوں کے نام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور رجسٹر سے خارج کرنے کی منظوری لینے کے لئے پیش کئے جاویں گے۔ پس بقایا دار احباب فوری توجہ فرماویں۔ یاد رہے کہ جو شخص وعدہ کرنے کے بعد حالات بدل جانے سے معافی حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو وعدہ خلافی کے گناہ سے تو بچاتا ہے۔ اگر اس نے مثلاً سال سوم کا بقایا معاف کرا لیا ہے۔ اور سال سوم کے سوائے باقی سالوں میں ادا کیا ہے۔ تو چونکہ ایک سال میں اس کا ناغہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کا نام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچہزاری فوج میں نہ آئے گا۔ کیونکہ اس نے تیسرے سال کی معافی لے کر اسے خالی کر لیا۔ اور اس کا تواتر ٹوٹ گیا۔ پس بقایا دار احباب ۳۱ مئی تک ادا کرنے یا مزید مہلت حاصل کرنے کی کوشش فرماویں۔ ورنہ معافی حاصل کرلیں۔ والسلام - (برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

دارالامان کا ہفتہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تشریف آوری

(۱) قادیان ۲۲ ہجرت - حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ معہ اہلبیت و خدام کل ساڑھے نو بجے شب کراچی سے بخیر و عافیت تشریف لائے۔ آج ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

جنگ میں برطانیہ کی کامیابی کے لئے دعا

(۲) آج حکومت برطانیہ کی کامیابی کے لئے دعا کرنے کی خاطر ۶ بجے شام مسجد اقصیٰ میں اجتماع ہوا۔ جس میں اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقریر فرمائی۔ جس میں موجودہ جنگ سے تعلق رکھنے والے اپنے الہامات کا ذکر فرمایا۔ نیز ارشاد فرمایا۔ کہ اتوار کا دن عیسائیوں کے نزدیک بابرکت ہے۔ مگر ہمارے مذہب میں قبولیت دعا کے ساتھ جمعہ کے دن کو خاص تعلق ہے۔ اس لئے ارادہ ہے۔ کہ علاوہ آج کے دن کے کسی جمعہ کے دن بھی اجتماعی رنگ میں دعا کی جائے۔ پھر حضور محراب مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور تمام مجمع سمیت لمبی دعا فرمائی۔ جو نہایت تضرع اور الحاح سے کی گئی۔ حضور کی مفصل تقریر انشاء اللہ جلد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاروق

جلد۲۵ قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ ماہ ہجرت ۱۳۱۹ھش نمبر۲

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء

یوم الحج سے کس طرح فائدہ اٹھانا چاہیئے

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے غالباً ایک سال کا عرصہ ہوا۔ خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی تھی۔ کہ قادیان میں جو لوگ اذانیں دیتے ہیں۔ ان کی اذانوں کی اصلاح کر دیں اب تو ان میں بہت سے مولوی فاضل بھی شامل ہو چکے ہیں۔ خود ان کے صدر مولوی فاضل اور حافظ ہیں۔ اس لئے یہ کام ان کے لئے بہت آسان ہے۔ مگر اب یہ مرض بجائے کم ہونے کے زیادہ شاندار ہو رہا ہے۔ ابھی جو اذان کہی گئی ہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ مؤذن کے حلق میں آلو پھنسا ہوا ہے۔ وہ ہر ایک لفظ کو آؤں کہہ کر ادا کرتا ہے۔ پہلے تو میں نے توجہ دلائی تھی۔ کہ حیّ کو حایا کہا جاتا ہے۔ مگر آج صرف حیَ کہا گیا ہے یعنی دوسری یاء اڑ گئی ہے۔

اذان کا درست طور پر یاد

کر لینا معمولی سی بات ہے۔ اور اس کے خوبصورت یا بدصورت ہونے کا طبائع پر اثر پڑتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک مسجد کے پاس ایک سکھ رئیس رہا کرتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ اسی مسجد میں اذان دینے والے کو کچھ تحفہ دیا۔ پگڑی اور دس بارہ روپے اسے دئیے۔ اور کہا۔ کہ یہ نذر ہے۔ اس لئے کہ آپ آئندہ اذان کہنی چھوڑ دیں۔ اس نے پوچھا۔ کہ کیوں۔ تو وہ کہنے لگا۔ کہ آپ کی آواز ایسی اچھی ہے۔ کہ میری بیٹی کہتی ہے۔ کہ مجھے

مسلمانوں کا مذہب

بہت اچھا لگتا ہے۔ اس لئے یہ نذرانہ لو۔ اور بھی میں پیش کرتا رہوں گا۔ اور اذان کہنا چھوڑ دو۔ وہ بے چارا معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔ لالچ میں آگیا۔

اور اذان کہنی چھوڑ دی۔ دوسرا جو اسکی جگہ مقرر ہوا۔ اسکی آواز نہایت مکروہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چند روز کے بعد اس سکھ رئیس کی لڑکی نے کہا۔ کہ ابا جی معلوم ہوتا ہے۔ میری رائے غلط تھی۔ مسلمانوں کا مذہب کوئی ایسا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ تو ظاہری باتوں کا بھی

طبائع پر بہت اثر

ہوتا ہے۔ ہندوستانی ل سے پہلے ایک آ کی آواز نکالتے ہیں۔ اور اس طرح پورا زور لگا کر اس آ کو نکالتے ہیں۔ جس طرح مزدور کہا کرتے ہیں۔ کر لا دے زور۔ مگر عربی طریق یہ نہیں۔ وہ ال کہیں گے۔ جیسے برتن میں کوئی چیز ڈالی جائے۔ تو اس سے جھنکار پیدا ہوتی ہے۔ یہ

عربی زبان کی ایک خوبی

ہے۔ کہ اس میں موسیقی پائی جاتی ہے۔ اور کسی زبان میں یہ بات نہیں۔ اور عربی کی اس خوبی کا بہترین نمونہ قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ دنیا کی کوئی اور ایسی کتاب نہیں۔ جس کی نثر ترتیل کے ساتھ پڑھی جا سکے۔ جس طرح کہ قرآن کریم پڑھا جا سکتا ہے۔ اردو۔ انگریزی یا کسی اور زبان کی کوئی اور ایسی کتاب نہیں جس کی عبارت اس طرح پڑھی جا سکے۔ جس طرح ہم ترتیل کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھتے ہیں۔ اسکی بجائے اگر انگریزی کی یہ عبارت ہم ترتیل کے ساتھ پڑھیں۔ I go there تو وہ اس قدر مضحکہ خیز ہو جائے گی۔ کہ ہر سننے والا ہنس پڑے گا۔ مگر عربی کے الفاظ ایسے ہیں۔ کہ ان کا اتار چڑھاؤ بالکل نظم کا سا ہوتا ہے۔ اسکی حرکات اپنے اندر خصوصیات رکھتی ہیں۔ اور جب تک ان کی اتباع نہ کریں۔ یوں

معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا منہ چڑا رہے ہیں۔ اکسنٹ پر جتنا زور عربی نے دیا ہے۔ اور کسی زبان نے نہیں دیا۔ ہر لفظ کی اس کے اتار چڑھاؤ سے اچھی یا بری شکل بن جاتی ہے۔ اور ان کی

کمی بیشی سے معنی بھی بدل جاتے ہیں

مثلاً لَ کے معنی ضرور کے ہیں۔ لیکن اگر ذرا لمبا کر دیں۔ اور لا کہیں تو اس کے معنی نہیں ہوں گے۔ تو حرکت کے ذرا چھوٹا یا بڑا کر دینے سے معنی بالکل بدل جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں یَتَّقُوْنَ کے معنی ہیں۔ وہ ڈرتے ہیں اور یَتَّقُوْنِ کے معنی ہو جائیں گے وہ مجھ سے ڈرتے ہیں۔ تو جزم اور زیر کے فرق سے معنوں میں بہت سا فرق پڑ جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک مرتبہ ایک پادری آیا۔ اس نے کہا۔ کہ عربی زبان کوئی ایسی زبان نہیں۔ کہ جس میں خدا کا کلام نازل ہو۔ یہ تو بدوؤں کی زبان ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ کہ نہیں خدا تعالےٰ کا کلام بیان کرنے کی جو استعداد عربی زبان میں ہے۔ وہ کسی اور زبان میں نہیں۔ مگر اس پادری کا دعویٰ تھا۔ کہ

انگریزی کا مقابلہ عربی زبان

ہرگز نہیں کر سکتی۔ آپ نے اسے کہا۔ کہ خدا تعالےٰ کے کلام کو بیان کرنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ زبان ایسی ہو۔ جو بڑے سے بڑا مضمون چھوٹے سے چھوٹے الفاظ میں ادا کر سکے۔ اس نے کہا۔ ہاں انگریزی میں ہی یہ خصوصیت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ اگر میرا پانی کہنا ہو۔ تو انگریزی میں کیا کہیں گے۔ اس نے کہا۔ مائی واٹر۔ آپ نے فرمایا۔ عربی میں صرف مائی کہہ دینا کافی ہوگا۔ گویا انگریزی میں واٹر زائد ہے۔ آپ کا یہ فرمانا بالکل

خدائی تصرف کے ماتحت

تھا۔ ورنہ آپ تو انگریزی جانتے ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کے منہ سے ایسا فقرہ کہلوا دیا۔ جس سے عربی کا اختصار انگریزی کے مقابلہ میں واضح ہو گیا۔ حالانکہ شاذ کے طور پر کوئی ایسا فقرہ بھی ہو سکتا ہے۔ جس کا انگریزی ترجمہ عربی سے مختصر ہو۔ مگر آپ کے منہ سے اسی فقرہ کا نکلنا تصرف الٰہی کے ماتحت تھا۔ پھر یہ بھی تصرف ہی کے ماتحت تھا۔ کہ ایسا فقرہ آپ کے منہ سے نکلا۔ کہ جس کا آدھا حصہ ہی عربی میں انگریزی کے پورے فقرے کے معنی دیتا ہے۔ تو عربی زبان میں کئی خصوصیات ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ اسکی نثر ترتیل کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے۔ اور زبانوں میں یہ بات نہیں۔ ان کو اگر اس رنگ میں پڑھا جائے۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ منہ چڑایا جا رہا ہے۔ پس

خدام الاحمدیہ کو چاہیئے

کہ تمام مساجد کے مؤذنوں کو درست اذان سکھائیں اور ان کو الفاظ پر بلاوجہ زور دینے۔ اور گولائی دینے سے روکیں۔

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آج کا دن

حج کا دن

ہے۔ آج سب حاجی عرفات کے میدان میں جمع ہیں۔ تا خدا کے حضور دعائیں کریں۔ اور اپنے اخلاص کا ہدیہ پیش کریں۔ اس وقت میری آنکھوں کے سامنے وہ نظارہ ہے۔ کہ لوگ منیٰ سے چلے جا رہے ہیں۔ اور لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔

کیا ہی عجیب نظارہ

ہے۔ یہ الفاظ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقعہ کے لئے ایسے رکھے ہیں۔ کہ گویا خدا تعالیٰ سامنے ہے۔ اور اپنے بندوں کو بلا رہا ہے۔ اور اس کے بندے اے میرے رب میں حاضر ہوں۔ کہتے ہوئے اسکی طرف چلے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ تیرا کوئی شریک نہیں۔ صرف تو ہی اس امر کا مستحق ہے۔ کہ بندوں کو آواز دے۔ اور تیرے بلانے پر ہم تیرے حضور حاضر ہیں۔ یہ الفاظ نہایت سادہ ہیں۔ مگر نہایت شاندار مفہوم ادا کر رہے ہیں۔ اور یہ الفاظ منہ سے کہتے ہوئے لوگ وہاں جاتے ہیں۔ جہاں خدا تعالے نے اپنا

جلوہ دکھانے کا وعدہ

کیا ہوا ہے۔ مگر جو لوگ وہاں جاتے ہیں۔ کیا وہ سب اس جلوہ کو دیکھتے ہیں۔ کیا ان سب حاجیوں کو جو وہاں پہنچتے ہیں۔ یہ جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ وہ اخلاص کے ساتھ نہیں جاتے۔ اگر اخلاص اور تقوےٰ سے وہاں جائیں۔ تو ان میں سے کوئی بھی خالی نہ لوٹے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ سینکڑوں میں سے شاید ہی کوئی یہ جھلک دیکھ کر لوٹتا ہے۔ اور باقی خالی ہاتھ جاتے ہیں۔ اور خالی ہاتھ آجاتے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ بھری ہوئی جیبوں کے ساتھ جاتے اور

خالی ہاتھ

واپس آجاتے ہیں۔ جب وہ حج کے لئے جاتے ہیں۔ تو ان کی مالی حالت اچھی ہوتی ہے۔ مگر جب وہ حج پر روپیہ خرچ کرنے کے بعد آتے ہیں۔ تو ان کے پاس نہ دین ہوتا ہے۔ نہ دنیا۔ دنیا کا روپیہ وہ خرچ کر آتے ہیں۔ اور دین ملتا نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حج کو جانے والوں میں سے بہت سے خالی ہاتھ واپس آتے ہیں۔ گو بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو خالی ہاتھ واپس نہیں آتے۔ نیک زمانہ میں تو ہزاروں جاتے اور ہزاروں ہی بھرے ہوئے دامن کے ساتھ واپس آتے ہیں۔ مگر بد زمانہ میں ہزاروں جاتے اور ان میں سے بہت تھوڑے خدا تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہو کر آتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہرحال آج کا دن وہ دن ہے۔ جب

خدا تعالیٰ خود دینے پر

آتا ہے۔ اور اس سے بہتر موقع لینے کا اور کوئی نہیں ہوتا۔ جب دینے والا خود دینے پر آئے۔ بعض اوقات ایک شخص کے پاس کروڑوں روپیہ ہوتا ہے۔ اور کوئی اس سے ایک پیسہ مانگتا ہے۔ تو وہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ مگر کوئی وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس نے لاکھوں کمائے ہوتے ہیں۔ اور کروڑوں کی امید ہوتی ہے۔ اس وقت اگر کوئی مانگے تو وہ بیس۔ پچاس۔ سو۔ بلکہ ہزار بھی دے دیتا ہے۔ تو دینے کے لئے صرف روپیہ یا چیز کی موجودگی کا ہی سوال نہیں۔ بلکہ حالات کا بھی دخل ہوتا ہے۔ ایک وقت دینے والا خوشی میں بیٹھا ہوتا ہے۔ تو مانگنے والے کو مل جاتا ہے۔ لیکن دوسرے وقت وہ ناراض ہوتا ہے۔ اور اس وقت کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ اسی طرح بعض دنوں میں اللہ تعالیٰ زیادہ دینے کے لئے تیار رہتا ہے۔ ان دنوں میں سے ایک یہ ہے۔ اس دن کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ جو دعا سکھائی۔ اس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج خدا تعالیٰ اپنا جلوہ دکھانے کے لئے تیار ہے۔ الفاظ ہی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ بندے کو بلا رہا ہے۔ اور بندہ آواز دیتا ہوا اسکی طرف جا رہا ہے۔ اس لئے یہ موقعہ مانگنے کے لئے نہایت موزون ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ مگر کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن میں ان کو بتاتا ہوں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ کچھ لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ کہ تمہارے کئی بھائی ایسے ہیں۔ جو مدینہ میں بیٹھے ہیں۔ مگر کوئی ثواب ایسا نہیں۔ جو تم کو ملتا اور وہ اس سے محروم رہتے ہوں۔ تم جو نیک کام بھی کرتے ہو۔ اس کا ثواب ان کو بھی پہنچتا ہے۔ صحابہ رضؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے۔ تکالیف تو ہم اٹھائیں اور وہ

گھروں میں آرام سے

بیٹھے ہوئے ہمارے برابر ثواب حاصل کرلیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ ان کو ثواب کا مستحق وہ ولولہ اور شوق بناتا ہے۔ جو ان کے دلوں میں بھرا ہوا ہے۔ اور اگر مجبوریاں نہ ہوتیں۔ تو وہ ضرور یہاں ہوتے۔

پس ہر وہ شخص جس کے دل میں جوش اور خواہش ہے۔ کہ حج کو جائے۔ اگر آج یہاں بیٹھا ہے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائے ہوئے اس اصول کے مطابق وہ خدا تعالیٰ کے حضور ان لوگوں میں ہی شامل سمجھا جائے گا۔ جو آج میدان عرفات میں جمع ہیں۔ خواہ وہ دنیا کے کسی کونہ میں ہوں۔ خدا تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پر ہوتی ہے۔ انسان عمل میں منافقت کرسکتا ہے۔ مگر دلی خیالات میں نہیں۔ تم چاہو۔ تو ایک منٹ میں کہہ سکتے ہو۔ کہ میں نے اپنی ساری جائیداد فلاں شخص کو دے دی۔ مگر اس سے ہزاروں حصہ نفرت۔ یا محبت کسی کو نہیں دے سکتے۔

محبت یا نفرت پیدا کرنے کے لئے

خاص سامانوں اور محرکات کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے بعد وہ آپ ہی آپ پیدا ہوتی ہے۔ وہ تمہارے اختیار کی بات نہیں۔ اپنی لاکھوں کی جائیداد یا مال کا دے دینا تمہارے اختیار میں ہے۔ مگر محبت یا نفرت تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم دل کے ساتھ منافقت نہیں کرسکتے۔ اعمال میں کرسکتے ہو۔ ممکن ہے۔ اس سے کوئی شخص یہ سمجھے۔ کہ پھر عمل تو کوئی چیز نہ ہوا۔ مگر نہیں۔ حقیقی نیت خود بخود عمل پیدا کرلیتی ہے۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ نیت کے مقابلہ میں عمل کمزور چیز ہے۔ تو میرا مطلب اس سے عمل کی حیثیت کو گرانا نہیں۔ بلکہ یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ خالص ارادوں اور اچھی نیتوں سے عمل علیحدہ رہ نہیں سکتا۔ خالص نیت ایک مقناطیس ہے۔ اور عمل لوہا ہے۔ جہاں مقناطیس ہو۔ اگر لوہا موجود ہو۔ تو وہ خود بخود اسکی طرف کھنچا چلا جائے گا۔ اور اگر عمل کی طاقت ہے ہی نہیں۔ تو پھر اعتراض کی کوئی بات ہی نہیں۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ مگر جس کے پاس مال نہ ہو۔ اس پر نہیں۔ روزہ فرض ہے۔ مگر بیمار کے لئے نہیں۔ نماز ضروری فرض ہے۔ مگر بے ہوش کے لئے نہیں۔ پس اگر نیت خالص ہے۔ اور عمل کی طاقت ہے۔ تو عمل خود بخود کھنچے چلے جائیں گے۔ لیکن اگر عمل کی طاقت ہی نہ ہو۔ تو پھر عمل کے نہ ہونے پر کوئی اعتراض ہی نہیں۔ پس ہر وہ شخص جو

دل میں حج کی نیت

رکھتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے اس کی توفیق نہیں مل سکی۔ اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس حدیث کے ماتحت یقیناً آج اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار انہی لوگوں میں ہے۔ جو عرفات میں جمع ہیں۔ خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں ہو۔ اور آج لوگ جہاں بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں گے۔ وہ اس برکت سے حصہ پائیں گے۔ جو عرفات والوں کے لئے مقدر ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خدا تعالیٰ ان کو انہی لوگوں میں شامل کرے گا۔ پس آج کے دن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ لوگ خوب دعائیں کریں۔ اسلام کی ترقی کے لئے سلسلہ کی ترقی کے لئے سلسلہ کی ہر قسم کی مشکلات کے لئے افراد اور جماعت کی علمی۔ تمدنی۔ اخلاقی تہذیبی اور روحانی ترقی کے لئے۔ اور افراد اور جماعت کی ہر قسم کی مشکلات کے دور ہونے کے لئے۔ پھر دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ سلسلہ کی ترقی کے سامان پیدا کرے۔ اور ہمارے ہاتھوں وہ مقصد پورا ہو۔ جو وہ حج سے قائم کرنا چاہتا ہے۔ یعنی دنیا کی مختلف اقوام کو ایک جگہ جمع کرنا۔ پس وہ اس مقصد کو عملی رنگ میں پورا کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم دنیا کو ایک جگہ جمع کرنے میں کامیاب ہوسکیں۔

فاروق کی مشکلات

جنگ عالمگیر صورت اختیار کر رہا ہے۔ جس کا اثر تجارت۔ صحت۔ دولت زندگی اور جملہ کاروبار پر بہت ہی بُرا پڑ رہا ہے۔ اب کاغذ دوچند قیمت سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اور پھر بھی کاغذ اچھا ملنا مشکل ہے۔ لہٰذا اگر آپ فاروق کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو ایک ایک خریدار جلد دیں (منیجر)

جماعت احمدیّہ کے لئے ترقی کا گُر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک اصل بیان فرمایا ہے۔ کہ جب تک کوئی قوم اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کرے۔ اس وقت تک وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث نہیں بن سکتی۔ اور یہ تبدیلی عظیم الشان تبدیلی چاہتی ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی مجلس مشاورت ۳۸ء کی ایک تقریر میں نمائندگان جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ:۔

"ہماری جماعت کو یہ امر ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ بغیر قربانیوں کے اور بغیر منہاج نبوت پر چلنے کے دنیا میں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ تو ان سے زیادہ پاگل اور کوئی نہیں ہوسکتا۔"

نیز فرمایا:۔ "یہ باتیں ایسی ہیں۔ کہ اٹھتے بیٹھتے۔ چلتے۔ پھرتے۔ سوتے۔ جاگتے اور کھاتے پیتے ہر وقت اور ہر لمحہ اپنی بیویوں اپنے بچوں۔ اپنے دوستوں۔ اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں کے کانوں میں ڈالنی چاہئیں۔ اور انہیں ان باتوں پر راسخ اور مضبوط کرنا چاہیئے۔ کہ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتیں مشکلات کے بغیر ترقی نہیں کرتیں۔ پس ان باتوں کو دوہراؤ۔ اور دوہراتے چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ یہ باتیں تمہارا ورد اور وظیفہ بن جائیں۔ اور اگر ایک چھوٹے سے بچے سے بھی سوال کیا جائے۔ کہ احمدیت کی ترقی کا کیا ذریعہ ہے۔ تو وہ کہہ اٹھے۔ کہ ہم بغیر قربانی اور جان دینے کے ترقی نہیں کرسکتے۔ اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔ ایک عورت سے اگر پوچھا جائے۔ تو وہ بھی یہی جواب دے۔ اور اگر ایک مرد سے پوچھا جائے۔ تو وہ بھی یہی جواب دے۔ غرض ہر شخص کے ذہن میں یہ باتیں ڈالی جائیں۔ اور اس کے ماتحت جماعت میں ایسا ماحول اور بیداری پیدا کی جائے۔ کہ قربانیاں کرنا کوئی مشکل کام نہ رہے۔"

احباب جماعت کو حضور کے ارشاد کی تعمیل کے لئے کمربستہ ہوکر کام کرنا چاہیئے۔

(انچارج تحریک جدید)

مومن کا قدم آگے ہی بڑھتا ہے

تحریک جدید سال ششم کے وعدوں میں بمقابلہ سال گذشتہ کمی ہے۔ اور مومن کا قدم ہر سال آگے پڑتا ہے پیچھے نہیں۔ اسلئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ وہ جنہوں نے کم حصہ لیا۔ یا جن کو زیادہ کی توفیق ہے۔ وہ اپنے وعدوں میں اضافہ فرمائیں چنانچہ احباب کرام اپنے وعدوں میں اضافہ کرکے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا اور خوشنودی حاصل کر رہے ہیں۔ اگر آپ نے بھی اضافہ نہیں کیا۔ تو فوراً اب اضافہ کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل فرماویں۔ والسلام۔ خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن!

ولادت مسیحؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قطعی فیصلہ سے مولوی محمد علی صاحب کا صریح انحراف

اس فیج اعوج کے زمانہ میں جبکہ اسلام اندرونی اور بیرونی حملوں کا شکار ہو رہا تھا۔ ایک مردِ خدا اٹھا۔ اس نے اعدائے اسلام کو للکارا۔ اس نے قرآنی ڈھال سے ان حملوں کو بھی روکا۔ جو بیرونی تھے۔ اور ان حملوں کا بھی قلع قمع کیا۔ جو اندرونی تھے۔ اور جو نیچریت کی شکل میں اسلام پر پے در پے ہو رہے تھے۔ یعنی اسلامی عقائد کے نیچریت سے ڈانڈے ملائے جا رہے تھے۔ انبیاء کے معجزات اور خارق عادت امور کو اللہ تعالےٰ کی بے پایاں قدرت سے گرا کر اپنے وضع کردہ قانون قدرت میں محدود کیا جا رہا تھا۔ منجملہ ان معجزات اور خارق عادت امور کے جن کو نیچریت پر قربان کرنے کی کوشش کی گئی۔ ایک خارق عادت امر ولادت مسیح ہے۔ نیچریوں نے بڑے زور شور اور شدّ و مد سے قرآنی آیات کی رکیک تاویلات شروع کر دیں۔ اور ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے۔ لیکن اس عقیدہ کی تہ میں نیچریت کی رگ پھڑک رہی تھی۔ اور یہ فاسد خیال مضمر تھا۔ کہ تمام معجزات اور خارق عادت امور کو نیچریت کا رنگ دیا جائے۔ اور اپنے مفروضہ قانون قدرت پر تمام عقائد اسلامی اور معجزات کو قربان کر دیا جائے۔

حکم ربانی

لیکن اس زمانہ میں مبعوث ہونے والے حکم ربانی نے جس کی آمد کا مقصد یہ تھا۔ کہ ان اختلافات کا فیصلہ کیا جائے۔ جو امت محمدیہ کے مختلف فرقوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور جس نے بحیثیت حکم و عدل یہ اعلان کیا۔ (الف) کہ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ (اربعین ۴ حاشیہ ص۳۷)

(ب) جبکہ مسیح موعود کا نام حکم ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اسلام کے بہتر فرقوں میں فیصلہ کرے۔ اور بعض خیالات رد کرے۔ اور بعض کی تصدیق کرے۔ یہ کیونکر ہو سکے۔ کہ جو حکم کہلاتا ہے۔ وہ تمہارا سب رطب و یابس کا ذخیرہ مان لے۔ تو پھر اس کے وجود سے فائدہ کیا ہوا۔ اور کس وجہ سے اس کا نام حکم رکھا گیا۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ رطب و یابس کے ذخیرہ میں سے بعض رد کرے۔ اور بعض قبول کرے۔ نزول المسیح ص۳۷

ہاں اسی حکم ربانی اور مامور یزدانی نے نیچریت کی اس بڑھتی ہوئی رَو کو روکا۔ اور ولادت مسیح کے متعلق بایں الفاظ قطعی فیصلہ دیا۔

حکم ربانی کا فیصلہ

(۱) ہمارا یہی مذہب ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے۔ اس کا زبردست ثبوت یہ ہے۔ کہ یحییٰ اور عیسیٰ کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا ہے۔ پہلے یحییٰ کا ذکر کیا۔ جو بانجھ سے پیدا ہوئے۔ دوسرا قصہ مسیح کا اس کے بعد بیان فرمایا۔ جو اس سے ترقی پر ہونا چاہیئے تھا۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ بن باپ پیدا ہوئے۔ اور یہی امر خارق عادت ہے۔ اگر بانجھ سے پیدا ہونے والے یحییٰ کے بعد باپ سے پیدا ہونے والے کا ذکر ہوتا۔ تو اس میں خارق عادت کی کیا بات ہوئی۔ الحکم ۱۱/۳۰/۱۹۰۵ ص۲۔

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی خصوصیت کے بارے میں صرف ایک بات پیش کی تھی۔ کہ وہ بغیر باپ پیدا ہوا ہے۔ تو خدا تعالےٰ نے فی الفور اس کا جواب دیا۔ اور فرمایا۔ ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل اٰدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ یعنی خدا تعالےٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال ہے۔ خدا نے اس کو مٹی سے بنایا۔ پھر کہا کہ ہو جا۔ پس وہ زندہ جیتا جاگتا ہو گیا۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا کوئی امر خاص اس کے لئے نہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۲۱)

---

(۳) ہمارا اعتقاد اور ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح بے باپ تھے۔ نیچری جو کہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ان کا باپ تھا۔ **بڑی غلطی پر ہیں۔** ایسے لوگوں کا خدا مردہ خدا ہے۔ ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا۔ (الحکم ۲۴ر جون ۱۹۰۱ء)

---

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولوی محمد علی صاحب کے زمانہ ایڈیٹری میں ریویو میں ولادت مسیح کے متعلق ایک مفصل مضمون لکھتے ہیں۔ جس کے چند اقتباسات ہدیہ احباب ہیں۔ مسلمانوں میں سے ایک فرقہ نے جو نیچریوں کے نام سے مشہور ہے۔ اس خیال کو ظاہر کیا۔ کہ درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام اپنے باپ یوسف کے نطفہ سے تھے۔ لیکن یہ خیال عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ولادت مسیح بن باپ کے متعلق زبردست قرآنی دلائل اور تاریخی حقائق بیان کرتے ہیں۔ اور آخر میں لکھتے ہیں۔ " لہذا یہ خیال کہ مریم کا یوسف سے ناطہ ہو گیا۔ اور اس کے بعد یوسف سے حمل ہو گیا۔ **نہایت جاہلانہ خیال اور نص صریح قرآن کے مخالف ہے**۔ (ریویو جلد ۱ ص۱۶۸)

اب ظاہر ہے۔ کہ ولادت مسیح کے متعلق نیچریوں کا یہ زور شور صرف اسلئے تھا۔ کہ تمام معجزات اور خارق عادت امور کو نیچریت کے رنگ میں رنگا جائے۔ اور اس ناپاک خیال کی بنیاد انہوں نے ولادت مسیح کے عقیدہ پر رکھی۔ لیکن حکم ربانی نے اس باطل ادعا کو توڑ دیا۔ اور اپنی جماعت کو نیچریت کی اس رو سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا۔ آپ نے نیچریوں کی اس ہاؤ ہو کو مچھر کی بھنبھناہٹ سمجھا۔ اور بڑے شد و مد سے حضرت مسیح علیہ السلام کی معجزانہ ولادت کو پیش کیا۔ آپ نے مامور یزدانی اور حکم ربانی کی حیثیت میں حتمی فیصلہ دیا۔ کہ ہمارے عقائد میں ولادت مسیح بن باپ کا عقیدہ بھی داخل ہے (مواہب الرحمن ص۷) اور ہمارے اس مذہب کے خلاف اعتقاد "نہایت جاہلانہ خیال" "نص صریح قرآن کے خلاف" اور "بڑی غلطی ہے" ہے۔ کیونکہ آپ خوب جانتے تھے۔ کہ اگر نیچریوں سے مرعوب ہو کر ولادت مسیح میں باپ کا دخل تسلیم کر لیا جائے۔ تو اول تو یہ اعتقاد قرآن کریم کی تصریحات کے بالکل خلاف ہے۔ دوسرے اس عقیدہ کا تسلیم کرنا گویا بالفاظ دیگر نیچریت کو ہوا دینا ہے۔ اور نیچریت کے آگے ہتھیار ڈال دینے کے مترادف ہے۔ بایں صورت ہر ایک معجزہ کی تاویل شروع ہو جائے گی۔ ہر ایک خارق عادت امر کو خود ساختہ قانون قدرت کی عینک چڑھا کر دیکھا جائے گا۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ نیچریت کا دروازہ کھل جائے گا اور اسلامی عقائد پر نیچریت کا رنگ چڑھنا شروع ہو جائیگا۔

سرکردہ غیر مبایعین کا انحراف

لیکن نہایت افسوس سے یہ ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ سرکردہ غیر مبایعین جو جماعت کے سواد اعظم سے کٹ کر دور جا پڑے۔ اور جنہوں نے یہ اعلان کیا۔ "حکم و عدل کے یہ معنی نہیں۔ کہ ہر بات اور ہر اسلامی مسئلہ میں آپ حکم و عدل ہیں۔ اگر ایسا مانا جائے۔ تو پھر تو امن ہی اٹھ جائے۔ پیغام ۱۲/۱۵ مئی ۱۹۱۸ء۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ناطق فیصلہ اور روشن ارشادات کے صریح خلاف نیچریوں کی طرح یہ راگ الاپنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت مسیح کی پیدائش والد کے ذریعہ ہوئی۔ اور اس نیچریانہ عقیدہ کو پھیلانے کے لئے پوری قوت سے ناخنوں تک زور لگایا۔ اور سب سے بڑی دلیل جو پیش کی۔ وہ یہ ہے۔ کہ اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ نہ تھا۔ تو اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ صریح قانون قدرت کی منشاء کے خلاف عقیدہ رکھنا پڑتا ہے۔ (بیان القرآن ولادت مسیح وغیرہ) مگر یہ سمجھنے کے لئے کہ قانون قدرت ہے کیا نیچریانہ دماغوں سے زیادہ لطیف دماغ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قانون قدرت کی جو تشریح کرتے ہیں۔ وہ کیا ہی لطیف ہے۔ فرماتے ہیں " اور اس قسم کے وجود بہت نادر الوجود ہوتے ہیں۔ جو صدہا یا ہزاروں برسوں کے بعد کوئی فرد ان میں ظہور میں آتا ہے۔ اور چونکہ عوام الناس کی نظر اکثر امور کثیر الوقوع اور متواتر ظہور پر ہوا کرتی ہے۔ اور یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ عام لوگوں کی نگاہ میں جو باتیں کثیر الوقوع اور متواتر ظہور ہوں۔ وہ بطور قاعدہ یا قانون قدرت کے مانی جاتی ہیں۔ اور انہی کی سچائی پر انہیں اعتماد ہوتا ہے۔ اس لئے دوسرے امور جو نادر الوقوع ہوتے ہیں۔ وہ بمقابل امور کثیر الوقوع کے نہایت مضمحل اور مشتبہ بلکہ باطل کے رنگ میں دکھائی دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے عوام کیا بلکہ خواص کو بھی ان کے وجود میں شکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ سو بڑی غلطی جو حکماء کو پیش آتی ہے۔ اور بڑی ٹھوکر جو ان کو آگے قدم رکھنے سے روکتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ وہ امور کثیر الوقوع کے لحاظ سے نادر الوقوع کی تحقیق کے درپے نہیں ہوتے۔ اور جو کچھ ان کے آثار چلے آتے ہیں۔ ان کو صرف قصے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کہانیاں خیال کر کے اپنے سر سے ٹال دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جو امور کثیر الوقوع کے ساتھ نادر الوقوع عجائبات بھی کبھی کبھی ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ اسکی نظیریں بہت ہیں۔ جن کا لکھنا موجب تطویل ہے" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۹۶)

اب قانون قدرت کی اس تشریح کی روشنی میں حضرت مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے کے مسئلہ پر اگر غور کیا جائے۔ تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ (بالفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام) "غایت کار یہ امر (یعنی ولادت مسیح بے باپ) امور نادرہ میں سے ثابت ہوتا ہے۔ نہ کہ خلاف قانون قدرت اور عادت اللہ سے باہر" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴) اور اگر کوئی اسے خلاف قانون قدرت قرار دیتا ہے۔ تو اول قانون قدرت کی حدبست دکھلا دے۔

البدر ۵/۸ ۱۹۰۳ء - ۸

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ پر صریح افتراء

مولوی محمد علی صاحب اسی سانپ کو پیٹے جا رہے ہیں۔ جو بار ہا لکیر ثابت ہو چکی۔ اور وہی عذرات کئے جاتے ہیں۔ جن کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے حامیانِ نیچریت کو بار ہا دیا جا چکا۔ چنانچہ مولوی صاحب اپنے ایک تازہ خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج ہم نے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا۔ اس قاعدہ کو توڑنے کے لئے قرآن کریم میں کوئی شہادت موجود نہیں اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام باباپ پیدا ہوئے ہیں"۔ (پیغام صلح ۳۰ اپریل ۱۹۴۰ء)

اولاً تو یہ گذارش ہے۔ کہ اس قانون سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی طرح باہر رکھا جا سکتا ہے جس طرح مذکورہ آیت قرآنی کے دوسرے حصہ فجعلنا سمیعًا بصیرًا سے اندھوں اور بہروں کو باہر رکھا جا سکتا ہے۔ ثانیاً اس رکیک عذر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالصراحت رد فرمایا ہے۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ میں حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

---

(۱) "حضرت مسیح علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا ہونا بھی امور نادرہ میں سے ہے۔ خلاف قانون قدرت نہیں ہے۔ کیونکہ یونانی۔ مصری۔ ہندی طبیبوں نے اس امر کی بہت سی نظیریں لکھی ہیں۔ کہ کبھی بغیر باپ کے بھی بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ بحکم قادر مطلق ان میں دونوں قوتیں عاقدہ اور منعقدہ پائی جاتی ہیں۔ اسلئے دونوں خصوصیتیں ذکر اور انثی کی ان کے تخم میں موجود ہوتی ہیں۔ یونانیوں نے بھی ایسی پیدائشوں کی نظیریں دی ہیں۔ اور ہندوؤں نے بھی نظیریں دی ہیں۔ اور ابھی حال میں مصر میں جو طبی کتابیں تالیف ہوئی ہیں۔ ان میں بھی بڑی تحقیق کے ساتھ نظیروں کو پیش کیا ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں کے لفظ چندر بنسی اور سورج بنسی درحقیقت انہی امور کی طرف اشارات ہیں"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۱۵)

---

(۲) سرمہ چشم آریہ میں حضور علیہ السلام اس بحث کو اور بھی واضح اور آسان کر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ "علامہ شارح قانون جو طبیب حاذق اور بڑا بھاری فلسفی ہے۔ ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ جو یونانیوں میں یہ قصے بہت مشہور ہیں۔ کہ بعض عورتوں کو جو اپنے وقت میں عفیفہ اور صالحہ تھیں۔ بغیر صحبت مرد کے حمل ہو کر اولاد ہوئی۔ پھر علامہ موصوف بطور رائے کے لکھتا ہے۔ کہ یہ سب قصے افتراء پر محمول نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کے مختلف افراد اور مہذب قوموں میں ایسے دعاوی ہرگز فروغ نہیں پا سکتے ہیں۔ اور نہ عورتوں کو جرأت ہو سکتی ہے۔ کہ وہ زانیہ ہونے کی حالت میں اپنے حمل کی ایسی وجہ پیش کریں۔ جس سے اور بھی ہنسی کرائیں۔ اور ہمیں اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کہ خواہ نخواہ ایسی عورتوں پر زنا کا الزام لگائیں۔ جو مختلف ملکوں اور قوموں اور زمانوں میں مستور الحال گذر چکی ہیں۔ کیونکہ طبی قواعد کی رو سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ وجہ یہ کہ بعض عورتیں جو بہت ہی نادر الوجود ہیں۔ بباعث غلبہ رجولیت اس لائق ہوتی ہیں۔ کہ ان کی منی دونوں طور قوت فاعلی و انفعالی رکھتی ہو۔ اور کسی سخت تحریک خیال شہوت سے جنبش میں آ کر خود بخود حمل ٹھیرنے کا موجب ہو جائے۔ میں کہتا ہوں۔ ایسے قصے ہندوؤں میں بھی مشہور ہیں۔ سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان کی انہی قصوں پر بنیاد پائی جاتی ہے۔ غرض یہ خیال ہندوؤں میں پرانا چلا آتا ہے۔ یہاں تک کہ رگ وید میں لکھا ہے۔ کہ ایک نیک بخت رشی کی لڑکی کو فقط اندر دیوتا کی ہی توجہ سے حمل ہو گیا تھا۔ اور ایسا ہی شمس و قمر سے بھی شرفاء آریہ کی پاکدامن لڑکیوں کو حمل ہوتا رہا۔ اب ان قصوں اور کہانیوں کو جو بکثرت مختلف قوموں میں پائی جاتی ہیں۔ بکمرتبہ باطل اور مردود سمجھ کر پایۂ اعتبار سے ساقط کر دینا حکیمانہ طریق نہیں ہے۔ بلکہ حق تو یہ ہے۔ کہ اگر ان قصوں کو ان کے زوائد سے الگ کر کے دیکھا جائے۔ تو ان کے نیچے وہی ایک دقیق خاصہ علم طبعی کا چھپا ہوا نظر آتا ہے۔ جس کی طرف علامہ نے اشارہ کیا ہے۔ اور اس بات پر ضد نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ اگر یہ بات کچھ حقیقت رکھتی ہے۔ تو پھر عام طور پر وقوع میں کیوں نہیں آتی۔ کیونکہ اول تو یہ سوانح ایسے نادر الوقوع نہیں ہیں۔ جیسے آج کل کے نئے فلسفی ان کو خیال کر رہے ہیں۔ بلکہ مختلف قوموں میں اس کے آثار سلسلہ وار چلے آتے ہیں۔ اگرچہ عبرانیوں میں تو صرف حضرت مسیح اسی طرز کی پیدائش میں بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن یونانیوں میں اور آریوں کی کتابوں میں اسکی نظیریں بہت پائی جاتی ہیں۔ اور حال کے زمانہ اور اس کے قریب قریب بھی بعض ممالک کی عورتیں حمل دار ہو کر ایسا کچھ بیان کرتی ہیں۔ اب ان سب قصوں کے متعلق گو کسی منکر کی کیسی ہی رائے ہو۔ مگر صرف ان کے نادر الوقوع ہونے کی وجہ سے سب کے سب رد نہیں کئے جا سکتے۔ اور اس کے ابطال پر کوئی دلیل فلسفی قائم نہیں ہو سکتی"۔ (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۴۲-۴۵ء)

مذکورۃ الصدر تصریحات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس امر کو بپایۂ ثبوت پہنچا دیا ہے کہ ایک عورت میں فاعلی اور انفعالی دونوں قوتوں کا پایا جانا اور ان کا معرض عمل میں آنا قانونِ قدرت کے خلاف نہیں۔ بلکہ اسکی ایک نادر الوقوع جزو ہے۔ پس اگر مریم صدیقہ ایسی خاتون ہوں۔ کہ ان میں قانون قدرت کا یہ نادر الوقوع جزو منصۂ ظہور پر آئے۔ تو یہ انسان کے ملے ہوئے نطفے سے پیدا ہونے کے قرآنی اصل کے کیونکر مخالف ہوا۔ کیونکہ قوت فاعلی اور قوت انفعالی نے بیک وقت متحرک ہو کر امشاج کی صورت پیدا کر دی۔ پس مولوی محمد علی صاحب کا عذر باطل ہے۔ اور ہرگز قابل پذیرائی نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ پر صریح افتراء

قانونِ قدرت کی اوٹ میں چھپنے کے بعد دوسری پناہ مولوی محمد علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے عقیدہ میں لینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ مذکورہ خطبہ میں (جو کہ پیغام صلح ۳۰ ۴۰ء میں شائع ہوا) بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا نور الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اور مابعد اسی عقیدہ پر قائم تھے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام بے باپ پیدا نہیں ہوئے۔ اور آپ نے کبھی قرآن سے ولادت مسیح بے باپ کا استدلال نہیں کیا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ پر یہ سراسر افتراء ہے۔ اور یہ الزام اور بھی سنگین ہو جاتا ہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاول نور الدین اعظم کے اس اعلان کو پیش نظر رکھا جائے۔ کہ میں نے اپنا سابقہ عقیدہ دربارہ ولادت مسیح ترک کر دیا ہے بے شک حضور پرنور کا ابتداء میں یہ عقیدہ تھا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش باباپ ہوئی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصریحات روشن اور واضح فیصلہ دیکھ کر آپ نے اپنا سابقہ عقیدہ ترک کر دیا۔ اور ولادت مسیح بے باپ کی تائید میں قرآنی دلائل بھی بیان کئے۔ چنانچہ آپ اپنی معرکۃ الآراء کتاب "نور الدین" میں تحریر فرماتے ہیں۔ "میں خود مدت تک باوجودیکہ اسلام میرا ایمان اور میری جان ہے۔ اس بات (یعنی ولادت مسیح باباپ) کو مانتا رہا۔ **مگر اب اس کا قائل نہیں رہا۔**...... قرآن کریم میں ہم پاتے ہیں۔ کہ حضرت زکریا بوڑھے تھے۔ اور ان کی بیوی بانجھ تھی۔ گویا ان کی پیدائش عام نظارہ ہائے قدرت سے الگ تھی۔ اور ان کے بعد حضرت مسیح کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ گویا ترقی ان مظاہرات میں بتائی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اور جس کی جز زمیں چاہتا ہے۔ بناتا ہے"۔ (نور الدین صفحہ ۱۸۲)

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے اس اعلان کے ہوتے ہوئے آپ کے متعلق یہ بیان کرنا کہ آپ ولادت مسیح بے باپ کے قائل نہ تھے۔ اور آپ نے قرآن سے کبھی اس عقیدہ کا استدلال نہ کیا۔ آپ پر سراسر افتراء اور دیدہ دلیری ہے۔ اے کاش مولوی صاحب ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور اس افترا پردازی سے توبہ کریں۔

مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ دربارہ ولادت مسیح

بالآخر میں مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ ولادت مسیح کے متعلق پیش کرتا ہوں۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ تھے۔ اور آپ کے عقائد وہی تھے۔ جو حضور علیہ السلام کے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"مسیح کی پیدائش ایک اعجازی رنگ میں ظاہر ہوئی تھی۔ جس میں باپ کا دخل نہ ہوا۔ اور اسی لئے اسکو کلمہ کہا گیا۔ کیونکہ وہ معمولی طرز پر باپ کے نطفہ سے ماں کے شکم میں نہ آیا۔ اور وہ اس معمولی طریق سے حاملہ نہ ہوئی۔ بلکہ خدا کے کلمہ کن سے حاملہ ہوئی۔ اس لئے اسے کلمہ کہا گیا"۔ ریویو جلد ۷ صفحہ ۱۶

اللہ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حین حیات میں مولوی محمد علی صاحب کے وہی عقائد ہیں۔ جو حکم و عدل کے تھے۔ لیکن پھر وہ ایڑیوں کے بل پھر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خاتمۃ الکلام

مولوی محمد علی صاحب آپ زبان سے تو کہہ رہے ہیں۔ (۱) "مسیح موعود کی تحریروں کا انکار مسیح موعود کا انکار ہے" النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۳۲۔ (ب) "ہم حضرت صاحب کی ہر ایک تحریر کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں"۔ پیغام صلح ۳۰ ۴۰ء لیکن آپ کا عمل اس کے بالکل خلاف ہے۔ اے کاش آپ [illegible]

کیا مولوی محمد علی صاحب علیٰ بصیرت مقام پر ہونے کا دعویٰ کرسکتے ہیں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب مولوی محمد علی صاحب آیت قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللّٰہ علیٰ بصیرۃ ومن اتبعنی (سورہ یوسف ۱۰۸) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

"محمد رسول اللہ کی پیروی انسان کو علیٰ بصیرت ایمان پر قائم کرنے والی چیز ہے۔ **افسوس کہ کتنے مسلمان ہیں۔ جو آج آپ کی پیروی کی برکت سے اس علیٰ بصیرت مقام پر ہونے کا دعویٰ کرسکتے ہیں؟** حالانکہ ہر ایک مسلمان پر یہ حق ہے۔ کہ وہ اپنے دین کی صداقت کے دلائل سے پورا واقف ہوتا۔ تاکہ علیٰ بصیرت اپنے مذہب پر ہو کر دوسروں کو بھی دعوت دے سکتا۔" (بیان القرآن صفحہ ۱۰۰۶)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جب علیٰ وجہ البصیرت مقام پر ہونے کی وجہ سے اپنی حقانیت وصداقت اور خدا تعالےٰ کے وعدوں میں سے ایک وعدہ ان الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ کا ایک خطبہ جمعہ میں ذکر کیا۔ اور یہ فرمایا کہ:-

"اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ ہمیں اطمینان دلاتا ہے۔ کہ ہم غالب رہیں گے۔" الفضل ۵ شہادت ۱۳۱۹ ہش صفحہ ۴۔

تو بجائے اس کے کہ مولوی محمد علی صاحب بیان القرآن میں اپنے شائع کردہ معیار کے مطابق حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس علیٰ وجہ البصیرت الٰہی وعدہ سے فائدہ اٹھا کر ایسے علیٰ وجہ البصیرت دعویٰ کرنے والے امام کے حلقہ اطاعت میں آجاتے۔ انہوں نے الٹا آپ پر اعتراض کرتے ہوئے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ کہ گویا آپ کے اس دعوے سے خدا رسول اور مسیح موعود علیہ السلام ہاتھ سے جاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:- "اب دیکھ لیجئے۔ میاں صاحب صاف کہہ رہے ہیں۔ کہ میرے ماننے والے منکرین خلافت پر ہمیشہ غالب رہیں گے۔ نہ اللہ رہا۔ نہ رسول رہا۔ نہ مسیح موعود رہا۔ صرف خلیفہ ہی خلیفہ رہ گیا۔"

(پیغام صلح ۱۸ اپریل ۱۹۴۰ء)

گو اس اعتراض کا مسکت جواب میں خود مولوی محمد علی صاحب کے ایک خط سے الفضل ۲۸ شہادت ۱۳۱۹ ہش کے پرچہ میں شائع کرچکا ہوں۔ مگر آج اسی اعتراض کا جواب ایک اور رنگ میں پیش کیا جاتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب آیت قرآنیہ کی روشنی میں کہہ چکے ہیں۔ کہ

"ہر ایک مسلمان کا یہ حق ہے۔ کہ وہ اپنے دین کی صداقت کی دلائل سے پورا واقف ہوتا۔ تاکہ علیٰ وجہ البصیرت اپنے **مذہب پر ہو کر دوسروں کو بھی دعوت دے سکتا۔**"

لیکن اسی کے مطابق جب حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے علیٰ وجہ البصیرت دعویٰ کرتے ہوئے آپ لوگوں کو بھی دعوت حق دی۔ اور آپ نے اسکو قبول کرنے کی بجائے الٹے اعتراضات شروع کردیئے۔ تو سوال پیدا ہوگا۔ کہ آخر اس قرآنی تفسیر سے کیا فائدہ۔ جس کے اوپر عمل کرنے کی دوسروں کو تو دعوت دیتے ہیں۔ مگر آپ خود ہی اپنے عمل سے اسکو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کی ہدایت دے رہے ہیں۔

بہرحال مولوی محمد علی صاحب کے اس بیان کردہ معیار کے ساتھ ہی میں جو ایک اور طریق فیصلہ اور جواب اعتراض پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بھی خود ان کا پیش کردہ ہے۔ یعنی مولوی محمد علی صاحب ۱۹۳۰ء کے جلسہ سالانہ کی ایک تقریر میں فرماتے ہیں:-

"اصل بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان صرف دلائل سے پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ نیچر پر غور کرنے سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ **ایمان تو خدا کو دیکھ کر پیدا ہوتا ہے۔ جب تک کوئی اس کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ کے ذریعہ سے اسکی ہستی کا نشان نہ دکھائے۔ اس وقت تک اس پر ایمان پختہ نہیں ہوتا۔**
...... ایسے لوگ بھی اس امت میں ہونگے۔ کہ وہ انبیاء تو نہ ہوں گے۔ تاہم ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ اور مخاطبہ ہوگا۔" (پیغام صلح ۳ فروری ۱۹۳۱ء صفحہ ۵)

اب جناب مولوی محمد علی صاحب خدارا بتائیں۔ کہ از روئے قرآن کریم آپ جو ہر ایک مسلمان پر یہ حق قرار دیتے ہیں۔ کہ وہ علیٰ وجہ البصیرت دوسروں کو اپنے مذہب کی دعوت دے سکے۔ تو کیا آپ نے خود بھی یہ مقام حاصل کرلیا ہے۔ یا نہیں۔ کیونکہ بقول آپ کے "ایمان تو خدا کو دیکھ کر پیدا ہوتا ہے۔ جب تک کوئی اس کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ کے ذریعہ سے اسکی ہستی کا نشان نہ دکھائے۔ اس وقت تک اس پر ایمان پختہ نہیں ہوتا۔"

پس اگر مولوی محمد علی صاحب مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے فیض یاب ہیں۔ اور ان سے بھی اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوتا ہے۔ اور ان کو الہام کرتا ہے۔ تو آپ براہ کرم کم از کم دس پندرہ اپنے ایسے الہامات مشتمل بر پیشگوئیاں پیش کریں۔ جو پورے بھی ہو چکے ہوں۔ تاکہ معلوم ہو سکے۔ کہ کیا آپ خود بھی اسلام اور احمدیت پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہیں۔ یا کہ محض دلائل و نیچر پر ہی غور کرنے سے اس کی صداقت کے معترف ہیں۔ چونکہ ہمارے اس سوال کا جواب ہی آپ کے ایمان کی پختگی اور کمزوری کا پتہ دینے والا ہوگا۔ اسی لئے اگر آپ نے اس سوال کے جواب میں خاموشی اختیار کر کے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے اپنی محرومی کا ثبوت دے دیا۔ تو ہر سمجھدار انسان کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو علیٰ وجہ البصیرت اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونے کی وجہ سے دعاوی کئے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب خدا تعالیٰ کی اس نعمت سے سو فی صدی محروم ہیں۔ اسلئے آپ اس طرح الٹے بیہودہ اعتراضات اور غیظ و غضب کا اظہار کرنے پر مجبور و معذور ہیں۔ جس طرح کہ پہلے منکرین کرتے رہے۔ شک ہو۔ تو منافقین کے ذکر میں یہ آیت پڑھ لو۔ وما نقموا الا ان اغنٰھم اللّٰہ ورسولہ من فضلہ۔ (التوبہ ۱۰۴)

غالباً کوئی غیر مبایعین کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب سے یہ مطالبہ کر کے ان کے رفقاء و مریدین کو شرمندہ ولاجواب نہ کرتا۔ مگر چونکہ خود انہوں نے اس کا مطالبہ کر رکھا ہے۔ اس لئے اس دعویٰ کی صداقت معلوم کرنا ضروری ہے۔ یعنی "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" نے اپنے ایک رسالہ المہدی نمبر ۱ بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء کے صفحہ ۶۰ پر لکھا ہے:-

"**اگر کسی کو اس بات کا یقین نہ ہو۔ تو وہ اس وقت ہی آزمائش کے طور پر ابھی ہی حضرت امیر مجدالدین مولانا مولوی محمد علی صاحب کی صحبت میں ہی چند روز رہ کر دیکھ لے** جو مسیح موعود کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد ہے۔ کہ اس کا باطن کیسا نورانی اور مصفا ہو جاتا ہے۔ اور کس طرح اسکو حق الیقین بلکہ عین الیقین کے رنگ میں اسلام اور اسکی سچائی نظر آجاتی ہے۔ کہ یہ سلسلہ سچ مچ الٰہی سلسلہ ہے۔"

پس میں جناب مولوی محمد علی صاحب سے نہایت ادب کے ساتھ یہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ بیان القرآن صفحہ ۱۰۰۶ پیغام صلح ۳ فروری ۱۹۳۱ء اور رسالہ المہدی نمبر ۱ دسمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۶۰ میں بیان کردہ معیار کے مطابق اپنا علیٰ وجہ البصیرت ایمان اور مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہونا ثابت کریں۔ اس کے مقابل سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ملہم اور مکلّم وغیرہ ہونے کے بارہ میں اگر آپ کو ثبوت درکار ہو۔ تو ہم ایسے بہت سے الہامات پیش کرنے کو تیار ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ہوئے۔ اور وہ اپنے اپنے وقت پر جا کر پورے ہوئے۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ کہ اس طرح نشان نمائی کے لئے غیر مبایعین اور ان کے امیر ہرگز مقابل پر نہ آسکیں گے۔ کیونکہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا ایسے چیلنج کرچکے ہیں۔ مگر سہ

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل
از قادیان دار الامان

ٹھنڈا پانی

(۱) انسانی صحت کے لئے پانی نہایت ہی مفید چیز ہے۔ ٹھنڈا پانی پیو۔ اور ٹھنڈے پانی میں اشنان (غسل) کرو۔

(۲) صبح نیند سے بیدار ہوتے ہی ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس قبض کا نہایت مفید و بے ضرر علاج ہے۔ اگر آپ کی آنتیں سخت ہوں۔ تو قبض ہٹانے کے لئے دو گلاس ٹھنڈے پانی کے پی لو۔ اس سے معدہ اور آنتوں کی صفائی میں بھی مدد ملے گی۔

(۳) صبح حاضری سے پہلے ایک گلاس ٹھنڈے پانی کا پی لو۔ اور ہر وقت کا کھانا کھانے سے ایک گھنٹہ پہلے ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس پی لیا کرو۔ اس سے آپ کو ہاضمہ میں بہت امداد ملے گی۔

(۴) آہستہ آہستہ چائے کی طرح ٹھنڈے پانی کو بہت تھوڑی تھوڑی مقدار میں پینا دل کے لئے بہت مفید ہے۔ اس سے فی الفور دل کی حرکت زوردار اور باقاعدہ ہو جائے گی۔ گرمیوں میں یہ عمل آپ کو اعصاب اور دل کی کئی بیماریوں سے محفوظ رکھے گا۔

(۵) جن لوگوں کو خالص ٹھنڈا پانی استعمال کرنے میں دقت محسوس ہو۔ وہ اس میں پھلوں یعنی لیموں یا نارنگی کا رس اور خوشبو ملا سکتے ہیں۔ یا وہ جو آتش دبارے (واٹر) میں لیموں کا رس ملا کے پی سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقام محمود و شانِ محمود

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سَو سَو حجاب ٭ ورنہ تھا قبلہ تیرا رخ کافر و دیندار کا

تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ کہ اگر مخالفت دیانتداری سے کی جائے۔ تو وہ اپنی ذات میں نقصان دہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اگر لوگوں کا مطمح نظر صرف خدا کی رضا ہی ہو۔ اور وہ ذاتیات کی لغو اور بے معنی بحث میں نہ پڑیں۔ تو بہت مفید نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اسلام کی ترقی کی ایک بہت بڑی وجہ اس کا یہ نظریہ تھا۔ کہ ہر مسلمان کا مرنا جینا اٹھنا بیٹھنا اور اس کا لڑنا اور اس کا صلح کرنا صرف اور صرف خدا ہی کے لئے ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلامی اخلاق دنیا پر غالب آگئے۔ اور وہ اسلام جو پہلے پہل صرف چند ایک اشخاص کی ختم ہونے والی آواز خیال کیا جاتا تھا۔ اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ تو قوموں کی ترقی و بلندی کا راز ان کی سچائی اور اخلاقِ فاضلہ پر مدار رکھتا ہے۔ لیکن اگر دیانت اور تقوی اللہ کی بجائے بغض و تعصب اور اندھی مخالفت کرنا ہی اپنا شعار بنا لیا جائے۔ تو جہاں علمی دنیا کا معیار صحافت گر جائے گا۔ وہاں حسنِ اخلاق و شرافت کو بھی خیرباد کہنا پڑیگا بعض لوگ اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کو قومی و ملی مفاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بعض ایسی ناکردنی حرکات سرزد ہو جاتی ہیں۔ جن کی پاداش میں بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے غیر مبائع دوست اور ان کے شریک کار اور ہم آہنگ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری ہیں۔ جنہوں نے "عداوتِ محمود" کو ہی اپنا پسندیدہ مشغلہ بنا رکھا ہے۔ اور ان کی تحریر و تقریر کی ہر تان حضرت محمود ایدہ اللہ کے خلاف یاوہ گوئی پر ٹوٹتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ ان کا یہ فعل کہاں تک درست ہے؟ یقین کیجئے۔ وہ احمدیت کو تباہی کی سٹیج کی طرف لا رہے ہیں۔ اور اس کے لئے اپنا پورا زور صرف کر رہے ہیں۔ چونکہ ان کا یہ جذبہ مخالفت دیانت و امانت سے یکسر قاصر ہے۔ اس لئے وہ حسن اخلاق و شرافت کو کبھی سے خیرباد کہہ چکے ہیں۔ غیر مبائعین اور ان کے ساتھی شیخ مصری صاحب اگر ذرا سا بھی تدبر کریں۔ تو انہیں معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان کا یہ فعل مفید نتائج کا حامل نہیں۔ بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے بہت ہی مضر بلکہ سم قاتل ثابت ہوگا۔ لیکن قطع نظر اس امر کے کیا یہ تعجب خیز بات نہیں۔ کہ وہ جس کی مخالفت کرنا اپنا شعار اولین سمجھتے ہیں۔ وہ ہے کون؟

محولہ بالا سوال کا جواب اگر یہ لوگ غور کریں۔ تو ان کی اپنی تحریروں سے ہی مل سکتا ہے۔ لیکن ان تحریروں کو پھر سے دیکھے کون یہ ذرا ٹیڑھا سوال ہے۔ اتنی تکلیف گوارا کرنا کارے دارد ہے۔ مگر ہم ان کی یہ خدمت بجا لاتے ہیں۔ اور ان کے یہ بیانات اور اعلانات پیش کرتے ہیں۔ شاید کہ ان کی یہ "بھول" ختم ہو۔ اور ہم بھی اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

ایک وقت تھا۔ جبکہ مولوی محمدؐ علی صاحب امیر غیر مبائعین حضرت "فضل عمر" کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ اور وہ حضور کے وجود باجود کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ٹھیراتے تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"اس وقت صاحبزادہ صاحب (مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ صاحب) کی عمر ۱۸ - ۱۹ سال کی ہے۔ اور تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ اس عمر میں بچوں کا شوق اور امنگیں کیا ہوتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ تو اعلے تعلیم کا شوق اور آزادی کا خیال ان کے دلوں میں ہوگا۔ مگر دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو اوپر کے بے تکلف الفاظ (منقولہ از مضمون تشحیذ الاذہان) سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک خارق عادت بات ہے۔......

ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں اس جوش اور ان امنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں۔ کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھ کر کھیل کود کا زمانہ ہے۔ اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری کہتے ہیں۔ اس بات کا جواب دیں۔ کہ اگر یہ افترا ہے۔ تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا؟ جھوٹ تو ایک گند ہے۔ پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا۔ کہ گندہ ہوتا۔ نہ یہ کہ ایسا پاک اور نورانی جس کی کوئی نظیر ہی نہیں ملتی۔" (ریویو آف ریلیجنز۔ جلد ۵ نمبر ۳)

محولہ بالا الفاظ کو بار بار پڑھیئے۔ اور غور فرمایئے۔ کہ وہ محمود جو اپنے ایام جوانی میں جو رمان و کیف اور آزادی سے مستور امنگوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ اپنے دن اسلام کی خدمت میں نہایت خاموشی سے گذار دیتا ہے۔ تو بھلا اب اس سے کیونکر امید کی جا سکتی تھی۔ کہ وہ کبھی غیر مبائعین کی گالیوں کا سزاوار ہوگا۔ وہ پودا جس کی تخلیق سادگی اور خدمتِ خلق کے لئے کی گئی ہو۔ اور جس کا پاسبان خدا کا مسیح ہو۔ غیر ممکن ہے۔ کہ وہ ضرر رساں ثابت ہو۔ یہ اس خدا کے مسیح کا فرزند ارجمند ہے۔ جس نے خدا سے اطلاع پاکر خدا کی زبان میں کہا۔ ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

پس میں مولوی صاحب کو ان کے اپنے الفاظ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ "جھوٹ تو ایک گند ہے۔" جو اب آپ بول رہے ہیں۔ محمود خدا کا محبوب ہے۔ وہ اب بھی ویسا ہی ہے۔ جسکی پاکیزگی اور نورانیت کی نظیر کہیں بھی نہیں ملتی۔ پھر "پیغام صلح" سیدنا حضرت محمود کی بزرگی اور پاکیزگی روح پر غیر مبائعین کی متفقہ شہادت اپنے لیڈنگ آرٹیکل ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء میں لکھتا ہے۔ کہ

"پیارے ناظرین! ہم آپ کو یقین کلی دلاتے ہیں۔ کہ ہم حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنا ایک بزرگ اور امیر اور ملجاؤ ماویٰ سمجھتے ہیں۔ اور ان کی پاکیزگیِ روح اور بلندیٔ فطرت اور علوِ استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کو مانتے ہیں۔ اور دل سے ان سے محبت کرتے ہیں۔ واللہ علیٰ مانقول شہید صرف اعتقاد میں فرق ہونے کی وجہ سے ہم ان سے بیعت نہیں کر سکتے۔"

ایک اور موقع پر لکھتا ہے:۔

"اس میں کسی ایماندار کو کلام ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمدؐ صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؐ صاحب اور حضرت صاحبزادہ شریف احمدؐ صاحب خدا کے مامور اور برگزیدہ کے فرزند صاحب علم۔ صاحب عفت صالح اور نہایت نیک اطوار اور ائمۃ الہدیٰ ہونے کے ہر طرح قابل ہیں۔ اور یہ سب فرزند بلاشبہ روحانی اور جسمانی دونوں معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود کی آل ہیں۔ اور ان اللہ معک و مع اھلک کے الہام کے پورے مصداق ہیں۔"

(پیغام صلح مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء)

گویا "پیغام صلح" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کی تفسیر کی ہے۔ کہ

میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

کیا اب بھی غیر مبائعین کو حضرت محمود ایدہ اللہ کی بزرگی اور پاکیزگی روح میں شک و شبہ ہو سکتا ہے۔ وہ عرصہ ہوا۔ حضور کی بزرگی اور پاکیزگی روح پر صاد کر چکے ہیں۔ ان کا اب حضور کو برا بھلا کہنا بالکل بے معنی اور صدا بصحرا کا مصداق ہے۔ جس کا اب کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے جو غیر مبائعین کے آج کل کے اچھوتے ہتھیار ہیں۔ اور جو غیر مبائعین کے مانے ہوئے "استاد" ہیں۔ اپنی زندگی کا مقصد وحید صرف سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ کی مخالفت کرنا ہی بنا رکھا ہے۔ وہ مولوی محمدؐ علی صاحب ایم۔ اے کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"قربان جاؤں اس مولیٰ کریم کے جس نے باوجود کسی اہم ضرورت کے پیش نہ آنے کے محض اپنے ایک پیارے کی جسے اس نے اپنے ہاتھ سے خلیفہ بنایا۔ عزت رکھنے اور اس کے مقابلہ میں اس کے دشمن (مولوی محمدؐ علی صاحب) کو اس کے اس خلاف اصول حملہ میں بھی ناکامی و نامرادی کا منہ دکھلانے کے لئے احمدی لٹریچر میں پہلے سے ہی سامان رکھ دیا ہوا ہے۔"

(الفضل ۲ مارچ ۱۹۳۲ء)

اور لکھتے ہیں۔ کہ

"آپ حضرت مسیح موعود کے اس شعر کا غور سے مطالعہ کریں ؎

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

اور سمجھیں کہ جس کو خدا عزت دیتا ہے۔ اس کو بندے ہرگز نہیں گرا سکتے۔ پس آپ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی عزت کو گھٹانے میں ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھتے رہے ہیں۔ اس لئے آپ سمجھ لیں۔ کہ یہ عزت خدا کی طرف سے ملی ہے۔ اور مقابلہ سے توبہ کرکے حضور کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔ تاکہ آپ بھی ان برکات سے حصہ لے سکیں۔ جو حضور کے شامل حال ہیں۔" (الفضل ۲۱ دسمبر ۱۹۳۲ء)

مندرجہ بالا حوالجات کی مزید تفصیل و تفسیر معزز ناظرین خود کرلیں۔ بہر حال ان سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ برگزیدہ ہیں۔ پاکباز ہیں۔ خدا کے قائم کردہ خلیفہ ہیں۔ اور ہمارے لئے یہ بات کس قدر تسکین کا باعث ہے۔ کہ ہمارا پیارا محمود واقع میں ایسا ہے۔ اے کاش ہمارے بھولے ہوئے دوست بھی اس طرف توجہ دیں۔

خاکسار انوار احمدؐ سامانوی

کاشتکاروں کی ضرورت

ریاست رامپور میں ایک احمدی دوست کے پاس وسیع قطعہ زمین قابل کاشت ہے۔ زمین نہری اور چاہی ہے۔ اس دوست کی خواہش ہے۔ کہ احمدی احباب کاشت کریں۔ گنا۔ گندم۔ جوار کثرت سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو کاشتکار دوست اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ (ناظر امور خارجہ قادیان)

عیسائی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک عیسائی کے خط کا جواب

(بسلسلہ گذشتہ)

متی ۴/۸ تا ۱۰ پھر ابلیس اسے ایک اونچے پہاڑ پر لے گیا۔ اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور ان کی شان و شوکت دکھائی۔ اور اس سے کہا۔ کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے۔ تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ یسوع نے اس سے کہا۔ اے شیطان دور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔

انجیل کی اس تحریر سے مندرجہ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱) مسیح اللہ نہیں۔ کیونکہ اگر وہ اللہ ہوتا۔ تو دنیا کی ساری بادشاہتیں اور ان کی شان و شوکت اسی کی بنائی ہوئی ہوتی۔ شیطان کو یہ چیزیں دکھانے کی ضرورت نہ تھی۔

(۲) مسیح اللہ نہیں۔ بشر ہے۔ جو شیطان کے پیچھے لگ سکتا ہے۔

(۳) ابلیس نے مسیح سے کہا۔ تو جھک کر مجھے سجدہ کر مگر ابلیس اللہ کو ایسا نہیں کہہ سکتا۔

(۴) مسیح خود اپنے عبد ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور خدا کی عبادت کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں تیری عبادت نہیں کروں گا۔ بلکہ خدا کے حکم کے مطابق اسکی عبادت کروں گا۔

یوحنا ۴/۲۲ "تم جسے نہیں جانتے۔ اسکی پرستش کرتے ہو۔ ہم جسے جانتے ہیں۔ اسکی پرستش کرتے ہیں۔"

اس آیت میں یسوع نے خود اقرار کیا ہے۔ کہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ کیا اللہ بھی اپنی عبادت آپ کیا کرتا ہے۔

مرقس ۱۰/۱۸ "یسوع نے اس سے کہا۔ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔"

اس آیت میں یسوع اپنے آپ کو خدا کا بندہ ظاہر کرتا ہے۔ اور نیک صرف ایک خدا کو بیان کرتا ہے۔

لوقا ۳/۲۱ "جب سب لوگوں نے بپتسمہ لیا۔ اور یسوع بھی بپتسمہ پا کر دعا مانگ رہا تھا۔"

اس آیت سے بھی صاف ثابت ہے۔ کہ مسیح نے عام لوگوں کی طرح یوحنا کی مریدی اختیار کی۔ گویا اپنے آپ کو یوحنا کے فیض کا محتاج سمجھا۔ اور اس کے شاگردوں میں شامل ہوا۔ کیا خدا بھی انسان سے فیض حاصل کرنے کا محتاج ہے۔

لوقا ۲/۵۲ "اور یسوع حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کرتا گیا۔"

ترقی کرنا بشر کی صفت ہے۔ نہ خدا کی۔ کیونکہ خدا کامل ذات ہے۔

خط لکھنے والے نے اپنے خط میں مسیح کو خدا کا بیٹا بھی لکھا ہے۔ اس لئے قرآن مجید جو بقول اس کے مسیح کی طرف رہنمائی کے لئے اتارا گیا ہے۔ اس بارے میں جو راہنمائی کرتا ہے۔ اسے بھی ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

(۱) وقالوا اتخذ اللہ ولداً سبحٰنہٗ ط بل لہٗ ما فی السمٰوٰت والارض۔ کل لہٗ قانتون ۝ بدیع السمٰوٰت والارض ط واذا قضیٰ امراً فانما یقول لہٗ کن فیکون ۝ ۱/۱۴۔ ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں۔ بنا لیا ہے اللہ نے بیٹا۔ پاک ہے وہ۔ بلکہ اسی کا ہے۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔ پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا ہے۔ اور جب وہ فیصلہ کر لیتا ہے کسی امر کا۔ تو صرف وہ کہتا ہے اسے ہو پس وہ ہو جاتا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالے نے عیسائیوں کے اس دعوےٰ کی تردید میں کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔ دلائل بیان فرمائے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

(ا) سبحٰنہٗ جس کا ترجمہ ہے وہ پاک ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ کا بیٹا ہونا ایک پلیدی ہے۔ جس سے وہ پاک ہے۔ ایک عیب ہے۔ جو اللہ میں نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تو سب کمالات کا جامع ہے۔ اور بیٹا ہونا ایک نقص ہے۔ جس سے وہ پاک ہے۔ وہ نقص یہ ہے۔ کہ اولاد کا ہونا والد کے فانی ہونے کی علامت ہے۔ اولاد ہوتی ہی ایسی اشیاء کی ہے۔ جو خود فانی ہوں۔ تاکہ ان کے قائم مقام پیدا ہوتے رہیں۔ مگر خدا حیی و قیوم ہے۔ اس لئے اسے اولاد کی ضرورت نہیں ہے۔

(ب) بل لہ ما فی السمٰوٰت والارض۔ ترجمہ بلکہ اسی کا ہے۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیٹا انتظام جائیداد اور نئی جائیداد پیدا کرنے میں ممد و معاون ہوتا ہے۔ اس پہلو سے بھی تردید فرما دی۔ کہ آسمانوں اور زمین میں سب کچھ اسی کا ہی ہے۔ اسے کوئی ملک فتح کرنا ہی نہیں۔ جس کے لئے مددگار کی ضرورت ہو۔ لہٰذا وہ بیٹے کے وجود کا محتاج نہیں۔

(ج) کل لہ قانتون۔ سب اس کے فرمانبردار ہیں۔ کوئی سرکش ہی نہیں۔ جس کی سرکوبی کے لئے بیٹے جیسے مددگار کی ضرورت ہو۔

(د) بدیع السمٰوٰت والارض۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ یعنی پیدا کرنے کے لئے بھی وہ کسی کا محتاج نہیں۔

(ہ) واذا قضیٰ امراً فانما یقول لہٗ کن فیکون جب وہ کسی بات کے کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ تو اسکی سر انجام دہی کے واسطے بھی اسے بیٹے کی ضرورت نہیں۔ پس حکم دیتا ہے۔ کہ ہو۔ وہ امر اسکی منشاء کے مطابق ہو جاتا ہے۔

ان دلائل سے ظاہر ہے۔ کہ جو جو صورتیں بھی کسی ممد و معاون کی ممکن تھیں۔ ان سب صورتوں میں اللہ بیٹے کا محتاج نہیں ہے۔ لہٰذا وہ بیٹے کی محتاجی سے پاک ہے۔

(۲) ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ انّٰی یکون لہ ولدٌ ولم تکن لہ صاحبۃٌ ط ۷/۱۹۔ ترجمہ۔ پھر کیسے ہو اسکی اولاد۔ کیونکہ نہیں اسکی کوئی جورو۔

(۳) چونکہ اللہ کے لئے بیٹے کا وجود اسکی شان کے منافی تھا۔ اسی لئے اس عقیدہ سے سخت بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً لقد جئتم شیئاً اداً۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھداً ان دعوا للرحمٰن ولداً ۹/۱۶۔ ترجمہ اور انہوں نے کہا۔ اختیار کی رحمٰن نے اولاد۔ یقیناً تم نے کی ہے ایک بھاری بدی۔ قریب ہے۔ کہ آسمان پھٹ جاویں اس سے اور پھٹ جاوے زمین اور گر پڑیں پہاڑ کانپ کر۔ اس سے کہ انہوں نے دعوےٰ کیا رحمٰن کے لئے اولاد کا۔

زمانہ موجودہ کے زلازل اور مصائب و حوادث اور فضائی اور بحری اور بری جنگیں انہی آیات کے مضمون کو یاد دلا رہی ہیں۔ اور الٰہی غضب کے اظہار کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ جو رحمٰن کے لئے اولاد کا دعوےٰ کرنے کی وجہ سے نازل ہو رہا ہے۔

انجیل میں اگر مسیح کو اللہ کا بیٹا کہا ہے۔ تو محبت کے رنگ میں کہا ہے۔ جس طرح پہلے نبیوں کو خدا کے بیٹے کہا گیا ہے۔ دیکھو۔ خروج ۴/۲۲ "اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پلوٹھا ہے۔" مسیح کے لئے تو پلوٹھا کا لفظ نہیں بولا گیا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ مسیح اسرائیل سے کم درجہ کا بیٹا ہے۔

زبور ۸۹/۲۶-۲۷ "وہ (داؤد) مجھے پکار کے کہے گا۔ کہ تو میرا باپ میرا خدا اور میری نجات کی چٹان ہے۔ میں اسے اپنا پلوٹھا بھی ٹھہراؤں گا۔" یہ ٹھہراؤں گا کا لفظ صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ بیٹا اور پلوٹھا وغیرہ محبت کے کلمے ہیں۔ حقیقی بیٹا جیسا کہ مسیح کو عیسائیوں نے غلطی سے سمجھ لیا ہے۔ مراد نہیں ہے۔

مسیح کے لئے بھی اس کے ایک نیک عمل سے خوش ہو کر ایسا کلمہ کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو لوقا ۳/۲۱-۲۲ "جب سب لوگوں نے بپتسمہ لیا۔ اور یسوع بھی بپتسمہ پا کر دعا مانگ رہا تھا۔ تو ایسا ہوا۔ کہ آسمان کھل گیا۔ اور روح القدس جسمانی صورت میں کبوتر کی مانند اس پر اترا۔ اور آسمان سے یہ آواز آئی۔ کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے میں خوش ہوں۔"

الفاظ خود بتا رہے ہیں۔ کہ یسوع نے دوسرے لوگوں کی طرح یوحنا کی مریدی اختیار کی۔ اور آئندہ نیک عملوں کی توفیق ملنے کے لئے دعا کی۔ خدا تعالےٰ نے ان دونوں عملوں سے خوش ہو کر اسے پیارا بیٹا کہا۔ پس یہ محبت کے اظہار کے لئے ہے۔ نہ کہ حقیقی بیٹا ہونے کا اقرار ورنہ یہ آواز بپتسمہ حاصل کرنے اور دعا مانگنے سے پہلے کسی وقت کیوں نہ آئی۔ ایسی ہی تعلیم انہوں نے اپنے پیروؤں کو دی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ متی ۵/۹ "مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔"

متی ۵/۴۴ "اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے۔ بیٹے ٹھہرو۔"

متی ۱۰/۲۰ "بولنے والے تم نہیں۔ بلکہ تمہارے باپ کی روح ہے۔ جو تم میں بولتی ہے۔" بتایئے مسیح میں اور اس کے پیروؤں میں خدا کا بیٹا ہونے کے لحاظ سے کیا فرق ہے۔

مسیح کی جو شان عیسائی دنیا میں پیش کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق قرآن کی راہنمائی اور احادیث اور اناجیل کی تائید سے مشتے نمونہ از خروارے پیش کرنے کے بعد خط کے اگلے حصہ کی طرف اگلی اشاعت میں عرض کیا جائے گا۔ (باقی دارد)

محمد علی ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

ایک عیسائی اور ایک مسلمان کے اعتراض کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر یہ ہے۔

"کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار"

اس شعر پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعوذ باللہ غلط بیانی کی ہے۔

اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ یہ غلط بیانی ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ انتہائی قسم کی انکساری ہے۔ اسی قسم کے الفاظ اکثر اہل اللہ اور عارفوں کی تحریروں میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے الفاظ پر اعتراض کرنا اپنی

لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ جو اس معرفت کے میدان کے شاہسوار نہیں ہوتے۔ اس وقت میں صرف ایک ہی حوالہ ایسے بزرگ کی کتاب سے پیش کرتا ہوں۔ جن کو عیسائی بھی اور مسلمان بھی خدا کا نیک بندہ مانتے ہیں۔ اور وہ حضرت داؤد نبی علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ زبور ۲۲ آیت ۶ میں ہے:۔

"پر میں کیڑا ہوں۔ نہ انسان۔ آدمیوں کا ننگ ہوں۔ اور قوم کی عار۔"

دیکھئے۔ جو چار لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متعلق لکھے ہیں۔ وہی چار لفظ حضرت داؤد علیہ السلام کے کلام میں ہیں۔ بلکہ غور سے دیکھو۔ تو الفاظ کی ترتیب بھی وہی ہے۔ اور الفاظ بھی وہی ہیں۔ ایک ذرہ بھی فرق نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا ایک ہی انسان کے منہ کے دونوں فقرے ہیں۔ کیا ہی عمدہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ:۔

"سو سیانیاں اِکو مت۔ مورکھ وکھو وکھ"

یعنی عارف باللہ کی سمجھ۔ فہم اور کلام ایک ہی قسم کا ہوتا ہے۔ چاہے وہ عارف کئی سو ہی ہوں۔ ان میں کوئی فرق کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ مگر مورکھ یعنی بے عقل لوگ (مراد دنیا کے فلاسفر اور عقل مند ہیں) ہر بات میں اختلاف اور ضد رکھتے ہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں دل چاہتا تھا۔ کہ ایک مفصل مضمون لکھوں۔ جن میں بہت سے اہل اللہ کے حوالے بھی اسی قسم کے درج ہوں۔ مگر وقت کی تنگی کی وجہ سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (خاکسار نظام الدین)

احباب کے لئے ضروری اطلاع

جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے غیر مبایعین میں تبلیغ سلسلہ کے بارے میں ایک کمیٹی اصلاح مابین کے نام سے قائم فرما دی ہے۔ جس کے فرائض میں سے ایک فرض یہ بھی ہے۔ کہ غیر مبائع متلاشیان حق کے استفسارات کا جواب دیا جائے۔ خواہ وہ یہ سوالات براہ راست ارسال کریں۔ یا ہمارے احباب کے ذریعہ سے بھجوائیں۔ یا احباب کو خود ان سے گفتگو کے دوران میں بعض سوالات تحقیق طلب معلوم ہوں۔ ان تمام قسم کے سوالات کے جواب کمیٹی اصلاح مابین کے وہ ممبر دیا کریں گے۔ جنہیں کمیٹی نے اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ اس قسم کے سب سوالات کمیٹی کے سکرٹری محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری مولوی فاضل قادیان کے پتہ پر ارسال کئے جایئں۔ قاضی صاحب کی مستقل رہائش قادیان میں ہے۔ ان کے واسطہ سے سوالات جواب دہندگان کو پہنچ جایا کریں گے۔ اور انشاء اللہ جلد جلد بھجوا دیئے جایا کریں گے۔ نہایت موزون ہوگا۔ اگر سوالات بھجوانے والے دوست جواب کے لئے ٹکٹ ہمراہ ارسال فرمایا کریں۔ (خاکسار ابوالعطاء جالندھری)

حسن صاحب رہتاسی کے متعلق ضروری اعلان

حسن صاحب رہتاسی کے متعلق دیہات سے اطلاعات آرہی ہیں۔ کہ وہ جا بجا پھر رہے ہیں۔ اور نظارتوں کے خلاف بدزبانی کرتے ہیں۔ احباب ان سے کسی قسم کا سروکار نہ رکھیں۔ یہ بھیک مانگنے کے عادی ہیں۔ مگر ان کا طریقہ تسول یہ ہے۔ کہ اپنی مظلومیت کا اظہار کرتے ہیں۔ تا لوگوں کو رحم آئے۔ اور انہیں کچھ دے دیں۔ عام طور پر اپنے لڑکوں کا رونا روتے ہیں۔ اور بالکل جھوٹی داستان مظلومیت بیان کر کے لوگوں میں بدظنی پھیلاتے ہیں۔ نظارت امور عامہ نے ایک بار نہیں۔ دو بار نہیں۔ بلکہ متعدد بار ان کی ضروری امداد کی۔ لیکن ان کے اپنے ہی قصور اور بیماری اور فساد مزاج کی وجہ سے نہ بیوی ان کے پاس رہتی ہے۔ اور نہ بچے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ احباب انہیں گفتگو کرنے کا موقع ہی نہ دیں۔

حال ہی میں جو فتنہ صوفی اسماعیل صاحب کی طرف سے اٹھایا گیا ہے۔ اس میں بھی یہ شریک ہیں۔ اور اتحاد عالمین کے کارکنوں کے ساتھ شامل ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ نظارت امور عامہ نے ایسے شرکاء کار کے لئے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ وہ اگر اس فتنہ سے برأت کا اظہار کریں۔ اور اسکی شمولیت سے الگ ہو جایئں۔ تو نظارت امور عامہ انہیں معاف کردے گی مگر اب تک حسن صاحب رہتاسی نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

اسی ضمن میں احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اتحاد عالمین کے کارکن دیہات میں دورہ کرنے کا پروگرام تجویز کر رہے ہیں۔ اسکی اطلاع مجھے ایک ہفتہ ہوا۔ ملی تھی۔ غالباً حسن صاحب رہتاسی اسی پروگرام پر عمل کرنے کی ابتدا کر رہے ہیں۔

دوسرے کارکن محمد صالح صاحب ہیں۔ جو دورہ کرنے کا پروگرام مرتب کر رہے ہیں۔ اسلئے احباب کا فرض ہے۔ کہ جونہی انہیں علم ہو۔ کہ ان میں سے کوئی ان کے گاؤں میں آیا ہے تو فوراً جماعت کو ان کے فتنہ سے آگاہ کردیں۔ اور مبلغ کو بھی اطلاع دیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

ثنائی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے عقیدتمند مسلمان ان کی درازئ عمر کے لئے مباہلہ کے نسخہ کو عمل میں لائینگے

(۱)

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا مختلف طریقوں سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مباہلہ کرنے کے لئے مقابل پر بلایا۔ مگر امرتسری "مولوی فاضل" صاحب ہر بار اس تلخ پیالہ کو ٹال جاتے رہے۔ کبھی تو یوں کہہ دیا۔ کہ:۔

"چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے۔ اسی لئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کرسکتا۔" (الہامات مرزا طبع سوم ص۱۰۳)

اور آخرکار جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود مسودۂ مباہلہ "مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ" لکھ کر شائع کیا۔ اور آخر میں لکھا۔ کہ مولوی صاحب اس اشتہار کو اہلحدیث میں شائع کر کے "جو چاہیں۔ اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔" تو امرتسری مولوی صاحب نے اس مصیبت سے یہ لکھ کر جان بچائی۔ کہ:۔

"یہ تحریر تمہاری (کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے ناقل) مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اسکو منظور کرسکتا ہے۔" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

مگر قدرت خداوندی نے خود مولوی صاحب سے ہی ایک اور طریق فیصلہ لکھوا دیا۔ اور وہ یہ کہ:۔

"خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کرلیں۔" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء حاشیہ)

اور خدا تعالےٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے منہ مانگے اور مسلمہ طریق فیصلہ کے مطابق اپنے صادق و راستباز مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلے وفات دے کر مولوی ثناء اللہ صاحب کو لمبی عمر دے دیں۔ تا کہ "وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کرلیں۔" غرض ایک حق جو اور متلاشی صداقت کے لئے یہ امر سلسلہ احمدیہ کی حقانیت اور مخالفین خصوصاً مولوی امرتسری کی بطالت کا بین ثبوت ہے۔ اور جب تک مولوی صاحب زندہ ہیں۔ اس نشان کے زندہ گواہ ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی ثناء اللہ صاحب میں کون حق اور راستی پر قائم ہے۔ اور اپنے پیش کردہ معیار "خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغاباز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کرلیں۔" کا کون مصداق ہے۔

(۲)

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب ابھی تک اپنے پیش کردہ معیار کے مطابق سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا گواہ زندہ ہیں۔ اور حق واضح ہو ہی چکا ہے۔ خواہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب ایک دن ہی اور زندہ رہتے۔ تو بھی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان تھے۔ اور اب اگر بتیس ۳۲ سال زندہ رہ گئے۔ تو بدرجہ اولیٰ نشان ہیں۔ بہرحال وہ نشان تو پورا ہو چکا۔ اسی لئے ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کے سامنے ان کی آخری عمر میں پھر ایک مرتبہ التماس کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ مباہلہ کی صورت میں بھی دنیا کے لئے اپنے وجود کو نشان بنا جائیں۔ تو کیا ہی اچھا ہو۔ یعنی پہلے چونکہ وہ ہر بار مباہلہ سے احتراز کرتے رہے۔ اس لئے مباہلہ وقوع پذیر تو نہ ہوا۔ ہاں خدا نے ان کے ہی ایک پیش کردہ طریق فیصلہ سے حق و باطل کو ظاہر کر دیا۔ مگر اب جبکہ بعض دوسرے مخالف لوگوں کے دلوں میں بھی پھر اسکی خواہش پیدا ہوئی ہے۔ اور اگر وہ واقعہ میں اپنے آپ کو حق پر جانتے ہیں۔ تو ان کے لئے اور ان کے ہم مشرب لوگوں کے لئے بڑا ہی اچھا موقعہ ہے۔ کہ مولوی صاحب جو کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ اگر مباہلہ کریں گے۔ تو بصورت حق پر ہونے کے مزید عمر پا کر اپنے ساتھیوں کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوشی کا موجب بن سکیں گے۔ ورنہ وہ اپنے مقولہ کے مطابق "خس کم جہاں پاک" کے مصداق ہی نہ ہوں گے۔ بلکہ مباہلہ کی صورت میں مرنے سے بہت سے لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب بھی بن سکیں گے۔ چنانچہ پادری سلطان محمد صاحب پال نے "عملی اور رسمی مسلمان" کے زیر عنوان مولوی ثناء اللہ صاحب کے ایک مضمون کا جواب لکھا ہے۔ اسکی ابتداء میں ایڈیٹر صاحب رسالہ "اخوت" لاہور لکھتے ہیں:

"ہمیں "اہلحدیث" سے یہ معلوم کرکے بے حد افسوس ہوا ہے۔ کہ قبلہ مولوی ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان ان دنوں صاحب فراش ہیں۔ کل مسیحی جماعت آپ کی خدمات دربارہ رد مرزائیت و استیصال مسیحیت قادیان کو از بس بنظر استحسان دیکھتی ہے۔ (عیسائیت کا ناطقہ بند کرنے والے احمدیوں کی مخالفت کرنے والا آپ کا حامی و ناصر تو بے شک آپ کے نزدیک قابل قدر ہونا چاہیئے۔ الکفر ملۃ واحدۃ۔ ناقل) اور ہمارے ساتھ بہ صمیم قلب اس دعا میں شامل ہے۔ کہ خدائے شافی آپ کو صحت عاجل اور شفائے کامل عطا فرمائے۔ تاکہ آپ ابھی کچھ اور قادیان والوں کی کی خدمت کر سکیں۔ پھر ایسی ایسی صحبتیں بھی اہل ذوق کو کب نصیب ہونے لگیں۔

آپ کی درازی عمر کا ایک علاج ہمیں بھی سوجھا ہے۔ اور وہ یہ کہ برادران اسلام جناب خلیفۃ قادیان کے ساتھ آپ کا فوراً ایک "مباہلہ کرائیں۔ پھر دیکھیں۔ کہ مولوی صاحب صحتیاب ہوتے ہیں یا نہیں"

اور یوں پانچ۔ دس برس اور بھی نکال جائیں۔ تو کیا عجب۔" (عیسائی رسالہ "اخوت" لاہور بابت مئی ۱۹۴۰ء صفحہ ۱۷)

کیا وہ مسلمان جو احمدیت کی دن رات مخالفت کو اپنا نصب العین قرار دیتے یا جو مولوی ثناء اللہ صاحب سے عقیدت رکھتے ہیں۔ وہ اور نہیں تو کم از کم مولوی ثناء اللہ صاحب کی خاطر ہی ان کی درازی عمر کے اس نسخہ کو عمل میں لانے کی کوشش کریں گے۔ یعنی کیا مسلمان مولوی ثناء اللہ صاحب کو امام جماعت احمدیہ قادیان کے ساتھ اب بھی مباہلہ کے لئے کھڑا کریں گے؟ والسلام۔ خاکسار رشید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان دارالامان

تذکرۃ المہدی

(۳)

(از حضرت مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بڑے ذکی الحس تھے۔ چنانچہ ایک صاحب جو نواب خان تحصیلدار تھے۔ (وہ میرے شاگرد بھی تھے اور گجرات میں جبکہ وہ تحصیلدار تھے۔ مجھ سے قرآن کریم سیکھتے۔ اور ان کے چھوٹے بھائی عبداللہ تھے۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کو لیکھرام کے قتل کی خبر دی۔ اور حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب حجۃ اللہ میں اسی عبداللہ کا نام لکھ کر ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں بھائی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت سے محروم رہے)۔ انہوں نے مجھے کہا۔ کہ جتنا میں حضرت مولوی صاحب سے ڈرتا ہوں۔ اتنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہیں ڈرتا کیونکہ مولوی صاحب بڑے ذکی الحس اور جلدی طبیعت کے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود جو کہ ماں باپ کی طرح مہربان شفیق ہیں۔ وہ مجسم حلم اور حلم ہیں۔ لیکن حضرت مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کبھی اے خدا کے مرسل مجھے آپ کی رسالت کی قسم کہہ کر بھی بات کر لیتے۔ چنانچہ مولوی محمد احسن صاحب ایک نزاع کے موقعہ پر حضور اقدس کے حضور مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے اسی طرح سے مخاطب کیا تھا۔

ایک دفعہ کسی کا خط آیا۔ جس میں کوئی فقرہ ہجو مسیح کی صورت میں پایا جاتا تھا۔ آپ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یہ لوگ کیسے آداب رسالت سے ناواقف ہیں۔ حضور کی نسبت دیکھو کیا لکھا ہے۔ حضور علیہ السلام نے خط کو پڑھا۔ اور بعض فقرات جن میں احترام اور ادب کا رنگ تھا۔ آپ مولوی صاحب کو دکھاتے اور بار بار کہتے جاتے کہ مولوی صاحب ان فقرات سے محبت اور احترام کی بو آتی ہے۔ غرضیکہ آپ ہمیشہ چشم پوشی سے کام لیتے۔

"آپ بغیر سوال دریافت کرنے کے جواب دے دیا کرتے تھے"

آپ کے ذریعے بڑے علوم حاصل ہوتے تھے۔ میرا خاندان صوفی اور قادری طریق سے تعلق رکھتا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ آپ کے پاس بیٹھنے سے روحانی بارش ہوتی تھی۔ اور روحانی اسرار کھلتے تھے۔ حضور کئی دفعہ بغیر سوال دریافت کرنے کے جواب دے دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے حضور کے الہام انت اسمی الاعلیٰ کے متعلق پوچھنا چاہا۔ اس وقت حضور ایک اور شخص سے کلام فرما رہے تھے۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اس کے سوال کا جواب ختم ہوگیا ہے۔ اور میں نے سوال باوجود جھجکنے کے کر دیا۔ اسی دوران میں اس شخص نے ایک اور سوال کر دیا۔ اور حضور نے مجھے اس وقت جواب نہ دیا۔ لیکن اس وقت ایک فرشتے نے مجھے جواب دے دیا۔ دوسرے موقعہ پر حضورؑ نے وہی جواب دیا۔ جو مجھے فرشتے نے دیا تھا۔ یعنی یہ کہ تو میرا سب سے اعلیٰ مظہر ہے۔ یعنی ہمیشہ تجھ کو غلبہ حاصل رہے گا۔ اسم سے مراد مظہر ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ہے۔ کہ ایک ڈاکٹر صاحب ظہر کے وقت آئے۔ اور مجھے کہنے لگے۔ کہ حضرت صاحب سے میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ ہر کتاب میں اور ہر اشتہار میں حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بار بار کیوں لکھتے ہیں۔ کیا بھول جاتے ہیں۔ ابھی ڈاکٹر صاحب نے سوال نہ کیا تھا۔ کہ حضور نے فرمایا۔ کہ بعض لوگوں کے دل میں خیال آتا ہے۔ کہ وفات عیسیٰ کا ذکر لکھ کر بھول جاتا ہوں۔ اور پھر لکھ دیتا ہوں۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ پڑھنے والا نہ بھول گیا ہو۔ اس پر ہم دونو کا ایمان تازہ ہوگیا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ یہ امر حضور کو کشف کے ذریعہ بتلایا گیا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ الٰہی بخش صاحب ساکن پیر کوٹ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کو احمدیؓ اصحاب قادیان لائے۔ امرتسر سے آگے آکر انہیں بخار ہوگیا۔ اور بٹالہ میں مولوی محمدؐ حسین صاحب ان کو ملے۔ جو کہ اسی غرض کے لئے پھرا کرتے تھے۔ کہ قادیان آنے سے لوگوں کو روکیں۔ اسکو بھی کہا۔ کہ قادیان جاکر کیا لوگے۔ وہاں تو دکانداری ہے۔ یہ سن کر وہ

وہ واپس جانے لگا۔ تو دوسروں نے کہا۔ کہ ایک دفعہ جاکر دیکھیں تو سہی۔ چنانچہ قادیان حضور علیہ السلام سے ملا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب تو دکاندار ہیں۔ فرمایا بے شک یہ دکان ہے۔ مگر یہاں خدا اور رسول کا سودا ملتا ہے اس پر اسکا ایمان تازہ ہوا۔ اور بیعت کرکے گیا۔ اور بخار بھی اتر گیا۔

ایک دفعہ میاں غلام حیدر صاحب مرحوم جو کہ میرے رشتہ دار تھے۔ یعنی چچا زاد بھائی تھے۔ میں انہیں حضور سے ملاقات کی غرض سے لایا۔ چنانچہ چاشت کے قریب جب حضور سیر سے واپس تشریف لائے۔ اور ایک پاؤں سیڑھی پر تھا۔ اور دوسرا نیچے تو میں نے حضور سے عرض کی۔ کہ یہ میرا چچا زاد بھائی ہے۔ اور حضور سے ملنا چاہتا ہے۔ آپ پوری طرح اس کی طرف مڑ کر متوجہ ہوئے۔ اور خندہ پیشانی سے کہا۔ کہ آپ کا اسم شریف۔ انہوں نے غلام حیدر بتایا۔ حضور کے جانے کے بعد غلام حیدر صاحب رونے لگے۔ اور کہا۔ کہ میں نے حضور کو کمال اخلاق کا مالک پایا ہے۔ ایک وہ پیر ہیں۔ جو اپنے مریدوں کو سخت الفاظ سے بلکہ بعض ایسے بھی ہیں۔ کہ "سورا سورا" کہہ کر پکارتے ہیں۔ ادھر حضور ہیں۔ کہ آپ آپ کہہ کر خطاب کرتے ہیں۔ حضور کی یہ شان اور اخلاق کریمانہ دراصل آنحضرت صلعم کے خلق عظیم کی شان مظہریت کا نمونہ تھا۔

حضور سب کو یکساں سمجھتے تھے

مرزا یعقوب صاحب کے والد مرزا نیاز بیگ صاحب نے کہا۔ کہ حضور ایک رجسٹر ہو۔ جس میں سلسلہ کے تمام احمدیوں اور ان کے لڑکوں اور لڑکیوں کے نام ہوں۔ تاکہ رشتہ میں آسانی ہو۔ حضور نے فرمایا۔ ابھی لوگ نئے نئے احمدی ہوئے ہیں۔ ممکن ہے۔ بعض برداشت نہ کریں۔ چنانچہ حضورؑ نے اس پر تجربہ کیا۔

ڈاکٹر محمدؐ اسماعیل صاحب (جو افریقہ سے آئے تھے۔ اور جس دن عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی کا آخری دن تھا۔ اُسدن انہوں نے بیعت کی تھی۔ اور یہ وہ ہیں جنہوں نے مولوی محمدؐ حسین صاحب کے خونی مہدی کے خلاف فتویٰ دینے پر فتویٰ حاصل کیا تھا) کے ساتھ ان کی لڑکی کی شادی کے لئے کہا۔ جس پر مرزا صاحب نے انکار کر دیا۔ بنا بریں حضور نے وہ رجسٹر منگوا کر چاک کر دیا۔ اور فرمایا ابھی ایسا وقت نہیں کہ لوگ اس طرح کا اتحاد دکھائیں۔ حضور فرمایا کرتے تھے۔ کہ بعض لوگ ہم سے دنیوی مقاصد کے لئے دعا کرواتے ہیں اور جس دنیا اور اسکی محبت کو ہم دلوں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ اسی کے حصول کے لئے ہم سے دعا کے لئے درخواستیں کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کے لئے یا دین اور نماز اور عبادت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں (مرتبہ چودھری منظور احمد صاحب خاں ثاقب زعیم دارالرحمت)

تحریک جدید سال ششم کے وعدے جو احباب ۳۱ مئی ۱۹۴۰ء تک سو فی صدی پورے کر دیں گے۔ ان کے نام ۳۱ مئی کے بعد سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لئے پیش کئے جائیں گے پس کیا آپ نے اپنا وعدہ سو فی صدی پورا کر لیا؟

(فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنگ کی خبریں

—— ہالینڈ کے چار لاکھ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اور سارے ملک پر قبضہ کرکے جرمن فوجوں نے بلجیئم پر زبردست حلہ بول دیا۔ اور اتحادیوں کی زبردست مدافعت کے باوجود بلجیئم کے بہت بڑے علاقہ پر قابض ہو گئیں۔ بلجیئم حکومت کو مجبوراً اپنا پایۂ تخت چھوڑ کر اپنے ملک کے ایک ساحلی شہر میں منتقل ہونا پڑا۔ چنانچہ حکومت بلجیئم اور اس کے دفاتر آج کل اسی ساحلی شہر میں مقیم ہیں۔ بلجیئم پر بظاہر گو جرمن قبضہ ہو چکا ہے۔ مگر ساحلی علاقہ ابھی تک محفوظ ہے۔

—— جرمن فوجوں نے بلجیئم سے آگے پیشقدمی جاری رکھتے ہوئے "میجنو" یا "میگنٹ" لائن کو جو حکومت فرانس نے بصرف زر کثیر دشمن کی مدافعت کے لئے نہایت پختہ طور پر کئی سالوں میں تعمیر کیا تھا۔ توڑ دیا۔ اور اس میں تقریباً ۶۰ میل لمبا شگاف پیدا کرکے فرانس کی حدود میں داخل ہو گئیں۔ اور فرانس کے نہایت اہم مقامات پر قبضہ کر چکی ہیں۔ یہ میجنو لائن یا فرانس کا خط دفاع اپنی مضبوطی اور استحکام کے لحاظ سے اس قدر قوی تھا۔ کہ لوگوں کا دعویٰ تھا۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت اسکو نہیں توڑ سکتی۔ لیکن جرمنی نے بہت جلد توڑ دکھایا۔

—— جرمن فوجوں نے فرانس کے متعدد شہروں پر قبضہ کرکے اب فرانس کے مغربی ساحل کو مسخر کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ فرانس اور برطانیہ کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل کو منقطع کر دیا جائے۔ اگر جرمن فوجیں اس مقصد میں کامیاب ہو گئیں۔ تو اس کے لئے فرانس کے اندر من مانی کارروائیاں کرنے کے لئے میدان وسیع ہو جائے گا۔ مگر اتحادیوں (برطانیہ و فرانس) کے اتحاد اور دشمن کا شدید مقابلہ اس خیال کو بہت تقویت دیتا ہے۔ کہ ہو سکتا ہے۔ کہ جرمنی اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو۔

—— اس وقت فرانس میں جنگ کے تین محاذ بنے ہوئے ہیں۔ اور جنگ پورے جوبن پر ہے۔ جس کے متعلق قطعی اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کہ کس فریق کا پلڑا بھاری ہے۔ اتنا کہا جا سکتا ہے۔ کہ فرانسیسی فوجیں ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہیں۔ برطانی اور فرانسیسی حکومتوں نے صورت حالات کی نزاکت کا اعتراف کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ کہ "صورتِ حالات اگرچہ نازک ہے۔ مگر تشویشناک نہیں"۔

—— برطانی فوجوں کا یہ ایک زبردست کارنامہ ہے۔ کہ انہوں نے دشمن کے پٹرول کے تالابوں پر بمباری کرکے انہیں آگ لگا دی۔ برطانی طیاروں کے اس کارنامہ سے جرمنی کے لئے سخت مشکلات پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ پٹرول نہ ہونے یا کم ہونے کی وجہ سے اسکی فضائی طاقت بہت کمزور ہو جائے گی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ اپنے طیاروں سے پورا کام نہ لے سکے گا۔

—— اطالیہ میں اتحادیوں کے خلاف نہایت سخت مظاہرے ہو رہے ہیں۔ جس کی بناء پر یہ خطرہ لاحق ہو رہا ہے۔ کہ اطالیہ عنقریب جنگ میں کودنے کو تیار ہے۔ اطالوی باشندوں میں جنگی سپرٹ بڑی تیزی سے پھیل گئی ہے۔ اور اتحادیوں خصوصاً انگریزوں کے خلاف اشتعال ناقابل بیان حد تک پیدا ہو گیا ہے۔ اطالیہ اس وقت گویا ایک بارود کا بم ہے۔ جس کو صرف دیا سلائی دکھانے کی دیر ہے۔

—— جرمن فوجیں سوئٹزرلینڈ اور اٹلی کی سرحد پر جمع ہو رہی ہیں۔ اس اجتماع کا مقصد یہ ہے۔ کہ فرانس پر جنوب کی طرف سے بھی حملہ کر دیا جائے۔ اس اقدام سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جرمنی بہت جلد جنگ کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ جنگ کو طول دینے میں اسے سخت نقصان کا اندیشہ ہے۔ اس مہم کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ اطالیہ جرمن فوجوں کو بآسانی کمک بھیج سکے گا۔

بہر حال جرمنی کے عزائم اس وقت نہایت خطرناک ہیں۔ اور خطرہ کا احساس اور تیز ہو جاتا ہے۔ جب برطانی وزیر اعظم مسٹر چرچل کی حالیہ تقریر پر غور کیا جاتا ہے۔ اس تقریر میں انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ موجودہ حالت نہایت نازک ہے۔ اور ہمیں سر دھڑ کی بازی لگا دینی چاہیئے۔ اس کے آگے انہوں نے یقین دلاتے ہوئے کہا ہے۔ کہ آخر فتح ہمیں ہی حاصل ہوگی۔ کیونکہ ہم انصاف پر ہیں۔

اللہ بہتر جانتا ہے۔ کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ سب کو اس جنگ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ جو مغرب پر نازل ہوا ہے اور ظالموں کو ان کے کیفر کردار کو پہنچائے۔ اور اتحادیوں کو فتح نصیب کرے۔ آمین۔

—— امریکہ نے یورپ میں رہنے والے امریکنوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ اپنی جانیں بچانے کے لئے یورپ سے نکل آئیں۔ ایک اطلاع ہے۔ کہ امریکہ عنقریب جنگ میں کود پڑے گا۔

—— نئے وزیر ہند نے ایک اہم اعلان میں کہا ہے۔ کہ وقت آگیا ہے۔ کہ ہندوستان کی آزادی کا کھلا اعلان کر دیا جاوے۔

—— جرمن ہائی کمانڈ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہالینڈ پر قبضہ کر لینے سے وہ برطانیہ کے دروازہ تک پہنچ گئے ہیں۔

—— ہالینڈ کے وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہالینڈ کی جنگ میں ایک لاکھ سپاہی مارے گئے۔

—— امریکن پریذیڈنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ جنگ کرنے والی قوموں کے مقابلہ کے لئے ۵۰ ہزار ہوائی جہاز تیار کئے جاویں گے۔

—— ہالینڈ اور بلجیئم میں جرمنی کی فتوحات سے روس کو سخت فکر دامنگیر ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اتحادیوں کے ساتھ شامل ہو جائے۔

—— برطانیہ میں عام لام بندی کا اعلان ہو گیا۔ گورنمنٹ ہر آدمی کو جنگ کے لئے بلا سکتی ہے۔ اور جس مکان پر چاہے۔ قبضہ کر سکتی ہے۔

—— امریکہ نے برطانیہ اور فرانس کو چار ہزار ہوائی جہاز بھیجے ہیں۔

—— جرمن ہائی کمانڈ کا اعلان ہے۔ کہ سارے بلجیئم پر قبضہ ہو چکا ہے۔ انگریزی فوجیں لشکر رود بار انگلستان تک چلی گئیں۔

وصیتیں

ع ۵۵۱۰۔ منکہ شیخ فضل حق ولد مہر دین قوم قریشی پیشہ تجارت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۳۹ ۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری اوسط ماہوار آمد مبلغ ۲۵ روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میری ماہوار آمد میں اگر کوئی کمی بیشی ہوئی تو اس کے حساب سے ادا کروں گا۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ شیخ فضل حق تاجر کتب مشن روڈ کوئٹہ۔ گواہ شد:۔ عبد الحمید کلرک کوئٹہ آرسنل۔ گواہ شد عبد المجید عاجز کلرک سٹور آرسنل کوئٹہ۔

ع ۵۶۰۵۔ منکہ غلام رسول ولد کرم بخش قوم آرائیں عمر تقریباً ۴۸ سال تاریخ بیعت مارچ ۱۹۳۶ء چک ۱۲۰ ع ڈاکخانہ صادق آباد ضلع رحیم یار خاں ریاست بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ ماہ شہادت ۱۳۱۹ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

تقریباً ۱۸ ایکڑ زمین زرعی غیر مستقل نہر پر ملکیت ہے۔ جس کی قیمت بموجب نرخ موجودہ -/-/۶۰۰ روپے ہے۔ اور ڈیڑھ مربعہ زمین نہر مستقل پر بطور آبادکاری ملی ہے۔ جو ابھی تک ملکیت نہیں ہوئی۔ اور تین سو روپیہ لوگوں سے قرضہ قابل وصول ہے۔ اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ بوقت وفات جس قدر جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم اپنی زندگی میں وصیت جائیداد کے سلسلہ میں داخل خزانہ کرکے رسید حاصل کر لوں۔ تو یہ رقم وصیت کردہ میں سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد:۔ غلام رسول بقلم خود۔ گواہ شد عبد اللطیف سیکرٹری جماعت احمدیہ رحیم یار خاں۔ گواہ شد فرزند علی عفی عنہ بقلم خود۔

ع ۵۶۰۶۔ منکہ عبد الرحیم بٹ ولد میاں محمد بخش قوم بٹ ساکن محلہ جہلم حال دار السلام ٹانگانیکا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۴۰ ۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت ۱۵۰ شلنگ کے قریب ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو ماہوار ادا کروں گا۔ انشاء اللہ۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ بوقت وفات جو بھی ترکہ یا جائیداد وغیرہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ والسلام

العبد:۔ عبد الرحیم بٹ احمدی۔ گواہ شد فضل کریم لون گواہ شد:۔ شیخ مبارک احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مشرقی افریقہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول نور الدین اعظمؓ کے مجرب نسخہ جات آپ کے شاگرد کی دکان سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نرینہ اولاد گولیاں

کوئی ہے۔ جو نرینہ اولاد کی خواہش نہ رکھتا ہو۔ یہ ایسا شیریں پھل ہے۔ کہ جس سے کسی کا بھی پیٹ نہیں بھرتا۔ امیر ہو یا غریب سب اس کے خواہاں ہیں۔ جن کے ہاں اولاد نرینہ نہیں۔ وہ تو ہر وقت اداس غمگین رہتے ہیں۔ اور جن کے ہے۔ وہ زیادہ کے خواہاں ہیں۔ خاکسار نے حضرت استاذی امام قبلہ حضرت مولوی نور الدین اعظم رضؓ سے سیکھے ہوئے مجرب اور سریع التاثیر نسخے اس بیماری کے لئے تیار کئے ہوئے ہیں۔ جن کو کثرت سے لوگ استعمال کرکے گوہر بے بہا چاند جیسے بچے حاصل کرکے خوش و خرم خدا کا شکر بجالا رہے ہیں۔ لہذا دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جن کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہے۔ وہ ہم سے جلد از جلد نرینہ اولاد گولیاں منگوا کر شروع حمل سے ہی استعمال کرا دیں۔ انشاء اللہ خوبصورت بچہ پیدا ہوگا۔ جو والدین کے لئے راحت قلب ہوگا۔ قیمت پوری خوراک جو چھ ماہ کے لئے ہے۔ مبلغ آٹھ روپے (سے) علاوہ محصولڈاک۔

حب مسان

اس کو سوکھا مسان شیخوخیت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس سے معدہ و جگر کمزور ہو کر بچہ روز بروز سوکھتا جاتا ہے۔ گردن باریک ہوتی جاتی ہے۔ رانوں اور چوتڑوں پر سلوٹیں پڑ جاتی ہیں۔ تمام بدن کا گوشت خشک ہو کر چمڑا ڈھیلا ہوتا جاتا ہے۔ دست جاری ہو جاتے ہیں۔ اور انتڑیوں کی سل ہو جاتی ہے۔ دودھ پیتا ہے۔ لیکن ہضم ہوئے بغیر نکل جاتا ہے۔ اس کے لئے ہماری تیار کردہ حب مسان اکسیر صفت ثابت ہو چکی ہے۔ آزمائش شرط ہے۔ قیمت یک صد گولی ایک روپیہ چار آنے (عہ)

بچوں کی چونڈی

یہ چونڈی ذیل کی تمام بیماریوں کا تریاق ہے۔ سبز دست۔ سفید بدہضمی کے دست۔ پیٹ کی ہر قسم کی خرابی۔ معدہ و جگر کی خرابی۔ نزلہ۔ زکام۔ کھانسی۔ بچہ کا منہ سے رالیں ڈالنا کرم چمونہ کا ہونا۔ منہ کے اندر چھالے نکل آنا۔ تھوڑا تھوڑا چڑ چڑا رہنا۔ پوری نیند نہ کرنا۔ سوتے ہوئے ڈر کر رو اٹھنا۔ اور روتے رہنا۔ اور سوکھتے جانا۔ ماں باپ اور گھر کے سب افراد کو بے آرام کرنا وغیرہ وغیرہ ان سب امراض کے لئے یہ چونڈی جادو اثر رکھتی ہے۔

نوٹ:۔ سبز دست بہت موذی بیماری ہے۔ اس کا فوری تدارک کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ذرا سی سستی سے امراض شدیدہ کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ ہماری تیار کردہ چونڈی ان تمام بیماریوں کا تریاق ہے۔ ایسے موقعوں پر ہمارے دوا خانہ کی خدمات حاصل کریں۔ قیمت ایک شیشی [illegible]

گولڈن پلز

یہ گولیاں ان نوجوانوں کے لئے ہیں۔ جن کے پٹھے کمزور ہو چکے ہوں۔ معدہ۔ جگر قلب خراب ہو گیا ہو۔ دل۔ دماغ۔ گردہ مثانہ ضعیف ہو گئے ہوں۔ قوت کھو چکے ہوں۔ اعضاء رئیسہ مدد دینے سے انکاری ہو۔ ایسے وقت گولڈن پلز اکسیر صفت ثابت ہوئی ہیں۔ اس کے اجزاء میں ایک کشتہ سونا بھی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی تین روپے۔

تریاق سیلان الرحم

یہ نہایت موذی بیماری ہے۔ اس کو مستورات کی تندرستی۔ خوبصورتی کا گھن کہیں۔ تو بجا ہے۔ اس سے مریضہ روز بروز کمزور ہوتی جاتی ہے۔ رنگت زرد خون کم۔ چہرہ بے رونق۔ دل دھڑکتا ہے۔ طبیعت پژمردہ رہتی ہے۔ مریضہ ہمیشہ اداس غمگین رہتی ہے۔ چستی۔ چالاکی جاتی رہتی ہے۔ خوشی و سرور مٹ جاتا ہے۔ کسی کام کو جی نہیں چاہتا۔ بھوک کم ہو جاتی ہے۔ قبض رہنے لگتی ہے۔ ایام ماہواری میں بے قاعدگی ہو جاتی ہے۔ رحم کمزور ہو کر حمل قرار نہیں پاتا۔ اور اولاد سے محرومی ہوتی ہے۔ اس کے لئے ہمارا تریاق سیلان الرحم اکسیر صفت ہے۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا سب شکایت جاتی رہتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک تین روپیہ۔

سرمہ نور العین

حضرت مولنا قبلہ امام شاہی طبیب حضرت نور الدین اعظم رضؓ کا امراض ذیل کا مجرب علاج ہے۔ دھند۔ جالا۔ ککرے۔ آشوب چشم۔ خارش۔ ناخنہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ ضعف بصر۔ دکھتی آنکھ کے لئے بے نظیر ہے۔ لیس دار پانی کا خاتمہ کرتا ہے۔ پلکوں کی موٹائی کو درست کرتا ہے۔ اور آنکھوں کی گلی سڑی پلکوں کو اصلی حالت پر لاتا ہے۔ گرے ہوئے بالوں کو از سر نو پیدا کرکے خوبصورت و مزین بناتا ہے۔ حضور آخری عمر تک اسکو خود بھی استعمال فرماتے۔ اور اس کے فوائد کی تعریف فرماتے تھے۔ یہ سرمہ آنے والی بیماریوں کو روکتا اور نظر کو تیز کرتا ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے (عگ)

سرمہ زنگاری

یہی وہ پہلا سرمہ ہے۔ جس کو حضور استاذی امام طبیب شاہی حضرت مولوی نور الدین اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیار کیا۔ اور طب کا آغاز بھی اسی سے کیا۔ آپ رضؓ فرماتے تھے۔ کہ میں نے اس سرمہ کو تیار کرکے مسجد کے نمازی لوگوں کی آنکھوں میں ڈالا۔ نہایت ہی مفید و بابرکت ثابت ہوا۔ اور یہی سرمہ ہماری طب کا اشتہار بنا۔ یہ ایسا اکسیر ہے۔ کہ اس کا استعمال ان بیماریوں کا شرطیہ علاج ہے۔ ککرے دھند۔ جالا۔ پھولا۔ ناخنہ۔ سلاق یعنی آنکھوں سے پانی بہنا۔ پلکوں کا گل جانا۔ پلکیں موٹی سرخ ہو جانا۔ بالوں کا پلکوں سے گر جانا۔ گوہانجنی وغیرہ امراض کے لئے از حد مفید ہو چکا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ (عہ)

المشتہر

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفہ اول رضؓ دواخانہ معین الصحت قادیان

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خان کلوئی فاضل پرنٹر چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)